امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 63/73 | مورخہ ۳۰ ربیع الاول ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۶/اکتوبر ۲۰۲۳ء روز سوموار | شمارہ نمبر: 39

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، حکایات اہل دل
- دینی مدارس میں عصری تعلیم......
- تزکیہ واحسان سے معرفت ملتی ہے
- کامیابی کا راز، مغربی تہذیب......
- اسلام ایک عملی پیغام............
- بچے کو ماں کی پسند کا نام دیا جائے
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

بین السطور

اسلامی اقامت گاہوں کی ضرورت

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ہندوستان میں نئی نسل کی بے راہ روی، دین سے دوری، لایعنی کاموں میں مشغولیت، فرائض وواجبات میں کوتاہی، حقوق کی ادائیگی سے پہلوتہی عام سی بات ہے، اس کے اسباب ووجوہات بہت سارے ہیں، ان میں سے ایک بڑا سبب اسکول وکالج میں اخلاق واقدار سے بے پرواہی، تعلیم کے ساتھ تربیت کا فقدان اور نصاب تعلیم میں خدا بیزار مواد وموضوعات کی شمولیت ہے، ان اداروں سے پڑھ کر جو طلبہ نکل رہے ہیں، وہ عموماً ذہنی طور پر مذہب بیزار اور دین سے دور ہوجاتے ہیں۔

صورت حال کی اس سنگینی کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ اسکول وکالج میں پڑھنے والے طلبہ کی ایک بڑی تعداد دیہاتوں سے آکر حصول علم کے لئے شہروں میں فروکش ہوتی ہے، یہاں انہیں اسکولی تعلیم کے ساتھ کوچنگ کی بھی سہولت ہوتی ہے، ظاہر ہے وہ ہر دن گھر سے آجا نہیں سکتے، اس لئے کسی ہوسٹل میں قیام پذیر ہوتے ہیں، کسی لاج کو اپنا مسکن بناتے ہیں، جہاں کا ماحول اور بھی خراب ہوتا ہے، یہاں عموماً مالک مکان کو کرایہ سے مطلب ہوتا ہے، بچے کدھر جارہے ہیں؟ خارج وقت میں کیا کررہے ہیں؟ کن کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں؟ اس کی نگرانی نہیں کی جاتی اور اگر کوئی نگرانی کرتا ہے تو ایسے ہوسٹل کو طلبہ پسند نہیں کرتے اور اسے اپنی آزادی پر پہرہ قرار دیتے ہیں، ظاہر ہے ہمارے لیے یہ ناممکن سا ہے کہ اسکول وکالج کے ماحول میں کوئی بڑی تبدیلی لائیں، اس طرح جو ہوسٹلس قائم ہیں، ان کے اندر کہہ سن کر جزوی تبدیلی تو لائی جاسکتی ہے؛ لیکن بالکلیہ اسے اسلامی اخلاق واقدار سے ہم آہنگ کرنا کوہ کنی سے زیادہ مشکل کام ہے، ایسے میں ایک شکل تو یہ ہے کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں اور نسلوں کو تباہ ہوتا دیکھتے رہیں، دوسری شکل یہ ہے کہ ہم اس کے لیے اپنی حد تک جدوجہد کریں، تاکہ نئی نسل کو گمراہ ہونے سے بچایا جاسکے۔

بیسویں صدی کے نصف اول میں اسکول وکالج کا ایسا حال نہیں تھا، طلبہ کی تربیت گھر سے باہر تک کی جاتی تھی، اساتذہ کے ادب واحترام کا ماحول تھا، ایسے میں لڑکے لڑکیاں کم گمراہ ہوتے تھے اور بہر کیف ان اخلاق واقدار کو چھوڑنا معیوب سمجھا جاتا تھا، آج صورت حال یہ ہوگئی ہے کہ تربیت کی کمی کے ساتھ اخلاق رذیلہ پیدا کرنے کے لئے موبائل، انٹرنیٹ اور سوشل سائٹس بھی بے راہ روی کو فروغ دینے میں لگے ہوئے ہیں اور لڑکے لڑکیوں پر اس حوالہ سے کوئی قدغن نہیں ہے، اختلاط مرد وزن عام ہے، اور اس کے مضر اثرات سے کوئی گاؤں، محلّہ اور علاقہ محفوظ نہیں ہے، مسلم لڑکیوں کا غیر مسلم لڑکوں سے ساتھ چلے جانا، کورٹ میریج کرلینا کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے، یہ معاملہ صرف شادی کا نہیں، ارتداد کا ہے، جس کا سامنا ہر جگہ مسلمانوں کو کرنا پڑرہا ہے۔

حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کو اس کا احساس کوئی ستر سال پہلے ہوگیا تھا، ان کی دوررس نگاہوں نے دیکھ لیا تھا کہ ہوا کا رخ کیا ہے اور کس تیزی سے تبدیلی آرہی ہے، مولانا گیلانی کی تحریر وتقریر کا مرکز اصلاً انسان سازی ہی تھا، وہ بے راہ رو اور بھٹکے ہوئے آہو کو سوئے حرم لانے کا جذبہ رکھتے تھے، نام نہاد روشن خیال لوگوں کو عمل کی حد تک نہ سہی، کم از کم ایمان ویقین کی حد تک انہیں مسلمان رکھنے کے لیے کوشاں تھے۔ اس سلسلہ میں ان کے پاس ایک اسکیم تھی جو جدید نسل کی بے راہ روی کے لیے تریاق کا درجہ رکھتی ہے، جس کا ذکر مکاتیب گیلانی: مرتبہ حضرت امیر شریعت رابعؒ کے مقدمہ میں مولانا عبد الباری ندویؒ نے تفصیل سے کیا ہے، اس کے مطابق طلبہ وطالبات کو دین وایمان پر قائم رکھنے کے لیے یہ ممکن نہیں کہ ہر جگہ اور ہر علاقہ میں اسلامی نہج کے اسکول کھولے جائیں، جہاں دینی تعلیم اور اسلامی ماحول میں مسلم طلبہ وطالبات کو تعلیم دی جائے، اس کے لیے سرمایہ کثیر چاہیے، جس کے خرچ کے مسلمان متحمل نہیں ہیں اور جو لوگ متمول ہیں ان کو اس کا خیال ہی نہیں ہے، وہ سرکاری اسکول وکالجز میں پڑھنے پڑھانے کو کافی سمجھتے ہیں، پھر جو مسلمانوں ہی کے قائم کردہ ادارے ہیں، ان میں بھی کتنے ہیں جو اسلامی تہذیب وثقافت اور معتقدات کی حفاظت کو ضروری سمجھتے ہیں، ضرورت کے مطابق اسکول وکالجز کھولنے کے لیے نہ تو ہمارے پاس سرمایہ ہے اور نہ ہی اس کے لیے کوئی تیار ہے، اس لیے اس کا قابل عمل حل مولانا گیلانی نے اسلامی اقامت خانے (ہوسٹل) کے طور پر ڈھونڈ نکالا تھا، ان کا خیال تھا کہ اسے سستا ہونا چاہیے اور تجارتی نقطۂ نظر کے بجائے اس میں اصلاحی فکر کے ساتھ لگنا چاہیے، وہ دیکھ رہے تھے کہ عصری تعلیم کا شیوع اس تیزی سے ہورہا ہے کہ امراء کے بچوں کے ساتھ غرباء کے بچے بھی اس ریس میں شامل رہے ہیں، اعلیٰ تعلیم کے لیے شہروں میں وہ بود وباش کریں گے اور غیر اسلامی تہذیب وثقافت اور کلچر کا سیلاب انہیں خس وخاشاک کی طرح بہالے جائے گا، ایسے وقت میں یہ اسلامی اقامت خانے ان کو دین وایمان پر قائم اور ثابت قدم رکھنے میں مفید ہوں گے۔

مولانا گیلانی نے ان اقامت گاہوں کا ایک خاکہ بھی بنایا تھا، جس کے مطابق بنیادی دینی تعلیم کے ساتھ اقامت گاہوں کا ماحول دینی رکھنا ضروری تھا، نگراں اور وارڈن تو متشرع ہوں ہی، ان کی نشست وبرخواست بھی کچھ ایسے لوگوں کے ساتھ کرائی جاتی رہے، جن کو دیکھ کر طلبہ کے اندر دینی شوق اور جذبہ پیدا ہو، روزہ اور نماز باجماعت کی پابندی تو ضرور کرائی جائے، البتہ زیادہ زور معاملات اور اخلاق کی درستگی پر دیا جائے، کتابی تعلیم کا بوجھ ان پر نہ ڈالا جائے، بعد نماز فجر آدھے گھنٹے قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر، منتخب احادیث جو ایمان ویقین کے ساتھ اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ پر ابھار سکتے ہوں، روزمرہ کے ضروری دینی مسائل کی واقفیت کے لئے فقہ کی کوئی ہلکی پھلکی کتاب، ان سب کے لیے ایک گھنٹے سے زیادہ نہ لگایا جائے؛ تاکہ طلبہ کو بار خاطر نہ ہو، تھوڑا تھوڑا کرکے سیرت کا مطالعہ اور بس۔

مولانا گیلانی کے یار غار مولانا عبد الباری ندوی نے مولانا کے اس خاکے کی جزئیات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، انہوں نے اقامت گاہوں میں دار المطالعہ کے قیام اور ان میں رسائل وجرائد اور جدید ذہنوں کے لیے مناسب کتابوں کی فراہمی پر زور دیا ہے، انہوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ایسے اقامت گاہوں میں ابتدا میں ایسے طلبہ رکھے جائیں جو دین وایمان کے اعتبار سے زیادہ لاپرواہ نہ ہوں، تاکہ دوسرے طلبہ انتہائی سرکش لڑکوں کے اخلاق وعادات سے محفوظ رہ سکیں۔ ابتدا میں اقامت گاہ میں عارضی داخلہ دیا جائے اور اگر ان کے عادات واطوار ایسے نظر آئیں جن پر محنت کرنے سے صحیح رخ پاجانے کا امکان ہو تو اس کو مستقل کردیا جائے۔ مولانا عبد الباری ندویؒ گیلانی اقامت خانوں کے قیام کو اس ارتدادی فتنہ کے نئے طوفان کے مقابلہ کے لیے ضروری سمجھتے تھے، ان کے خیال میں جس طرح گاؤں گاؤں میں سیکولر نظام تعلیم کے مقابلے اسلامی مکتب کھولنے کی مہم چل رہی ہے، گیلانی اقامت خانے قائم کرنے کی بھی مہم چلنی چاہیے۔ حضرت گیلانی کے معتقدین اور ان کی فکر رسا کے مادحین اور ان کے شاگرد کسی کو بھی اس تجویز کو عملی شکل دینے میں دلچسپی نہیں ہوئی، حالانکہ اس تجویز کی اہمیت وافادیت کے قائل مولانا عبد الماجد دریابادی، حضرت مولانا محمد منظور نعمانی، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی اور ڈاکٹر مولانا سید عبد العلی رحمہم اللہ سبھی تھے۔

مولانا عبد الباری ندویؒ عثمانیہ یونیورسیٹی سے سبکدوشی کے بعد اس تجویز کو عملی رنگ وروپ دینا چاہتے تھے، انہوں نے ہارڈنگ روڈ لکھنؤ میں خود اپنے وسیع وعریض اور لق ودق مکان ''شبستان قدم رسول'' کو اس کام کے لیے دینے کا ارادہ کرلیا تھا، ایک صاحب عزیمت جواں سال نگرانی کے لیے تیار بھی ہوگئے تھے، لیکن پھر وہ اس پتہ ماری کے کام کے لیے خود کو تیار نہ رکھ سکے اور اقامت گاہوں کا قیام موزوں نگراں دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے دھرا کا دھرا رہ گیا، حالانکہ اس کام کے لیے کسی بڑے عالم وفاضل کی ضرورت بھی نہیں، صرف جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے ذہنی رجحانات وکوائف سے مانوس اور خود دینی احکام وہدایات پر عمل پیرا ہونا ضروری تھا، اس کام کے لیے عصری تعلیم یافتہ کو بھی رکھا جاسکتا تھا، لیکن اسلامی اقامت خانوں کی گیلانی تجویز کو سب سے زیادہ کارگر، آسان اور عملی تسلیم کرنے کے باوجود اس معاملہ میں ہنوز روز اول ہے، وجہ صرف ایک سمجھ میں آتی ہے وہ یہ کہ مادی منفعت سے دور یہ کام خالص پتہ ماری اور عملی ہے، اور ہم لوگ جو حصول شہرت کے لیے اپنی بہت ساری توانائی لگادیتے ہیں، اس بے نام کے کام کی عملی صلاحیت سے کوسوں دور ہیں۔

حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین مفتاحیؒ لکھتے ہیں: ''حالات وہی ہیں جو انگریزوں کے دور حکومت میں تھے؛ بلکہ بعض اعتبار سے حالات پہلے سے زیادہ سنگین ہیں اور مسلمان نوجوانوں کو مختلف راستوں سے گمراہ کرنے کی تدبیریں جاری ہیں؛ بالخصوص مذہب بیزاری یا خدا بیزاری پر بڑی طاقتیں جو کچھ کررہی ہیں وہ کسی باخبر سے مخفی نہیں ہے، الحاد کا ایک طوفان ہے، جو مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک انسانی ذہنوں کو متاثر کرنے میں کام کررہا ہے۔'' (حیات گیلانی:۱۹۶)

اس تناظر میں دیکھیں تو اسلامی اقامت گاہوں کے قیام کی ضرورت پہلے سے آج کہیں زیادہ ہے۔

اچھی باتیں

''کسی انسان میں خوبی دیکھو تو اسے بیان کرو، لیکن اگر خامی دیکھو تو وہاں تمہاری خوبی کا امتحان ہے۔ ☆ دل سے اُترے ہوئے لوگ سامنے کھڑے بھی رہیں تو نظر نہیں آتے۔ ☆ تنہائی جھوٹے لوگوں کی صحبت سے بہتر ہے۔ ☆ اخلاق اور ظرف کا امتحان تعلق کے خاتمے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ ☆ وقت موسم اور لوگ سب کی ایک ہی فطرت ہوتی ہے، کب، کون، کہاں بدل جائے، پتہ ہی نہیں چلتا ☆ آپ کا کردار آپ کی پہچان ہے ورنہ ایک نام کے لاکھوں انسان ہوتے ہیں۔ ☆ سوچ اچھی ہونی چاہیے، کیوں کہ نظر کا علاج ممکن ہے، لیکن نظریے کا نہیں۔ (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

''اقتدار میں آنے کے بعد سیاسی پارٹیاں لمبے عرصے تک ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہتی ہیں، لیکن انتخابات سے چھ ماہ قبل ووٹروں کو رجھانے کے لیے مفت نقدی اور تحائف کی بوچھار کردیتی ہیں، ووٹروں کو لبھانے کے لیے کئی پروجیکٹوں اور اسکیموں کا اعلان بھی کیا جاتا ہے، واقعہ ہے کہ یہ غیرت مند ووٹروں کے لیے کسی تازیانہ سے کم نہیں، لیکن بے غیرت سیاسی پارٹیاں اسی میں اپنی عافیت سمجھتی ہیں کہ ووٹروں کو رجھا کر اپنا ووٹ بینک مضبوط کریں۔ ووٹروں کی ایک بڑی تعداد ایسی بھی ہوتی ہے جو ان سیاسی پارٹیوں کے جھانسے میں آجاتی ہے''۔ (اخبار مشرق ۹/اکتوبر ۲۰۲۳)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

دوستی احتیاط سے کیجئے

”اے ایمان والو! اپنے لوگوں کے سوا کسی اور کو رازداں نہ بناؤ کہ وہ تم لوگوں کے ساتھ فساد پیدا کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے، ان کی خواہش ہے کہ تم کو نقصان پہونچے، دشمنی ان کی زبان سے نکل پڑتی ہے اور ان کے دل میں جو باتیں چھپی ہوئی ہیں، وہ اس سے بڑھ کر ہیں، اگر تمہیں عقل ہے تو ہم نے تمہارے لئے احکام کھول کر بیان کردیئے ہیں“ (آل عمران:١١٨)

وضاحت: سماجی زندگی میں ہر شخص کے کوئی نہ کوئی دوست و رفیق ہوتے ہیں، جن کے ساتھ ان کے خوشگوار لمحات گذرتے ہیں، خوش گپیاں ہیں، انفرادی اور اجتماعی مسائل و معاملات پر تبادلہ خیال ہوتا ہے اور مسئلہ کے حل کی راہیں نکلی ہیں، یہ ایک امر فطری ہے، اس سے کوئی فرد و بشر خالی نہیں، لیکن یاد رہے کہ دوستی میں اعتدال و توازن کو برقرار رکھنا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ آپ نے اپنے دوست کو کوئی ایسی راز کی باتیں بتلادیں اور وہ اس کو افشا کردیا، جس سے آپ کو شرمندگی اور ندامت اٹھانی پڑے، قیامت کے دن ایسی دوستی پر افسوس کرنا پڑے کہ ہائے افسوس میں فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا ”يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا“ ہائے میری تباہی، کاش میں فلاں شخص کو دنیا میں دوست نہ بنایا ہوتا تو آج رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑتا، دوستی کی پہچان صرف یہ نہیں ہے کہ وہ خوشی کے لمحات میں آپ کے ساتھ رہے، بلکہ اصلی پہچان یہ بھی ہے کہ وہ آپ کا رازداں اور مصیبت کی گھڑی میں آپ کے ساتھ کھڑا ہے یا نہیں؟ اسی طرح اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کو بھی معتمد نہ بنایا جائے، اسلامی مملکتوں کے زوال کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زوال کے دوسرے اسباب کے ساتھ بکثرت یہ بھی ملے گا کہ مسلمانوں نے اپنے امور کا رازدار غیروں کو بنالیا تھا، سلطنت عثمانیہ کے زوال میں بھی اس کو کافی دخل تھا، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اس آیت کے شان نزول میں لکھا ہے کہ مدینہ کے اطراف میں جو یہودی آباد تھے، ان کے ساتھ اوس اور خزرج کے لوگوں کی قدیم زمانہ سے دوستی تھی، انفرادی طور پر بھی ان قبیلوں کے افراد ان سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے اور قبائلی حیثیت سے بھی یہ اور یہود ایک دوسرے کے ہمسایہ اور حلیف تھے، جب اوس اور خزرج کے قبیلے مسلمان ہوگئے تو اس کے بعد بھی وہ یہودیوں کے ساتھ پرانے تعلقات نبھاتے رہے اور ان کے افراد اپنے سابق یہودی دوستوں سے اسی محبت و خلوص کے ساتھ ملتے رہے، لیکن یہودیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کے لائے ہوئے دین سے جو عداوت تھی اس کی بنا پر وہ کسی ایسے شخص سے مخلصانہ محبت رکھنے کے لئے تیار نہ تھے، جو اسی دعوت کو قبول کرکے مسلمان ہوگیا ہو، انہوں نے انصار کے ساتھ ظاہر میں تو وہی تعلقات رکھتے جو پہلے سے چلے آرہے تھے، مگر دل میں اب وہ ان کے دشمن ہوچکے تھے اور اسی ظاہری دوستی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ہر وقت اسی کوشش میں لگے رہتے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کی جماعت میں اندرونی فتنہ و فساد برپا کردیں اور ان کے جماعتی راز معلوم کرکے ان کے دشمنوں تک پہونچائیں، اللہ نے یہاں ان کی اسی منافقانہ روش سے مسلمانوں کو محتاط رہنے کی ہدایت فرمائی اور ایک نہایت اہم ضابطہ بیان فرمایا (معارف القرآن، ج:٢) گرچہ آیت کے نزول کا پس منظر یہی ہے مگر اس کے احکام میں عمومیت ہے کہ مسلمانوں کو اپنے راہ و رسم اور تعلقات کو استوار کرنے میں پہلے ہر جہت سے غور کرلے تاکہ انہیں کف افسوس نہ کرنا پڑے۔

قیامت کی چند نشانیاں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت سے پہلے ایسے دن آئیں گے کہ جہالت عام ہوجائے گی اور نیک اعمال گھٹ جائیں گے، بخیلی دلوں میں سما جائے گی اور فتنے و فساد پھوٹ پڑیں گے اور ہرج بہت ہوگا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا کہ ہرج کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قتل و غارت گری بڑھ جائے گی (بخاری شریف)

مطلب: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے پہلے قیامت کی کچھ ایسی علامتیں بتلائیں کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے قیامت تک سارا زمانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے واضح تصویروں کی طرح ایک کے بعد ایک آنے والے وقت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کردیا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک تبدیلی اور فتنہ کو امت کے سامنے دہرایا اور اس سے بچنے کی تاکید کی جو آج ٹھیک ٹھیک سامنے آرہا ہے، ذرا اپنے گرد و پیش کے ماحول کا جائزہ لیجئے کہ حدیث پاک میں قرب قیامت کی جن جن علامتوں کو بیان فرمایا گیا، کیا آج ہماری معاشرتی زندگی ان حالات سے دوچار نہیں ہے، اخبارات و رسائل اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ ہلاکت خیزی، خونریزی اور قتل و غارت گری کی وبا پورے معاشرہ میں کس قدر پھیل چکی ہے، ذات پات، رنگ و نسل اور خاندانی جھگڑے سے لوگ تباہ ہورہے ہیں، گروہی عصبیت اور ظلم و تشدد کے زہریلے پودے جنم لے رہے ہیں، دوسری طرف فرقہ پرستی کی آگ کو بھڑکانے میں کچھ فسطائی قوتیں سرگرم ہیں، موقعہ ملتے ہی بے گناہ انسانوں کو موت کی نیند سلادینے میں دیر نہیں کرتیں، ظلم و ستم کا یہ واقعہ ایک معمولی سا واقعہ بن کر رہ گیا ہے، ان حالات میں انسانیت کے دعویداروں کو اپنی گردن شرم سے جھکا دینی چاہیے کہ مذہب بیزاری اور خوف خدا سے لوگوں کا دل کس قدر خالی ہوتا جارہا ہے اور اس کی جگہ خدا فراموشی اور مادہ پرستی تن آسانی اور پھر حرص و ہوس کی وبا پھیلتی جارہی ہے اور تندرست سے تندرست جسم کو بھی شکار کرتی جارہی ہے، انسان کا ظاہر بہت صاف نظر آرہا ہے، مگر باطن میں غلاظت بھری ہوئی ہے فتنہ و فساد کی کثرت سے سنجیدہ اور شریف انسان کے لیے زندگی گزارنا مشکل ہوگیا ہے، اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں کے اندر انسانی شعور کو بیدار کیا جائے، احترام انسانیت کا سبق پڑھایا جائے، اگر ظلم و تشدد پھیلانے والے اپنی حرکتوں سے باز نہ آئیں تو اپنی دفاعی قوت کو بروئے کار لائیں، کیونکہ اگر ظالموں کے اندر یہ خوف پیدا ہوجائے کہ ہم کو بھی نقصان پہونچ سکتا ہے تو وہ اپنے کرتوت سے باز آسکتے ہیں۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

اپنے بوڑھے والدین کو استنجا کرانا

س: اگر کسی شخص کی ماں بہت ضعیف یا بیمار ہو، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے کی سکت اس کے اندر نہ ہو اس کی خدمت کرنے والا شوہر یا بیٹی نہ ہو، البتہ جوان لڑکا ہو جو ماں کی خدمت کرسکتا ہو تو کیا وہ اپنی ماں کو استنجا کرا سکتا ہے؟ یعنی پیشاب پاخانہ کی جگہ کو دھوسکتا ہے؟ اسی طرح اس کے کپڑے جو گندے ہوگئے ہوں اس کو بدل سکتا ہے؟ اسی طرح کوئی مرد بہت ضعیف یا بیمار ہو اور اس کی خدمت کرنے والی بیوی نہ ہو اور نہ ہی بیٹا ہو، صرف بیٹی ہو تو کیا وہ اپنے بوڑھے یا بیمار باپ کی خدمت کرسکتی ہے؟ اس کے واجب الستر حصہ کو ہاتھ لگا سکتی ہے؟

ج: عام حالات میں عورت کے واجب الستر حصہ کو اس کے شوہر کے علاوہ اسی طرح مرد کے واجب الستر حصہ کو اس کی بیوی کے علاوہ کسی دوسرے کو دیکھنے اور ہاتھ لگانے کی شرعا اجازت نہیں ہے عن عبدالرحمن بن أبی سعید رضی الله عنه عن ابیه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "لا يَنظر الرَّجُل إلى عَوْرَة الرجل، ولا المرأة إلى عَوْرَة المرأةِ" (صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب تحريم النظر الى العورات، جلد 1، صفحه: 154) وَأَمَّا أَحْكَام الْبَاب فَفيه تَحْرِيم نَظَر الرَّجُل إِلَى عَوْرَة الرَّجُل، وَالْمَرْأَة إِلَى عَوْرَة الْمَرْأَة، وَهَذَا لَا خِلَاف فيه وَكَذٰلِكَ نَظَر الرَّجُل إِلَى عَوْرَة الْمَرْأَة وَالْمَرْأَة إِلَى عَوْرَة الرَّجُل حَرَام بِالْإِجْمَاعِ، وَنَبَّهَ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَظَرِ الرَّجُل إِلَى عَوْرَة الرَّجُل عَلَى نَظَرِهِ إِلَى عَوْرَة الْمَرْأَة وَذٰلِكَ بِالتَّحْرِيمِ أَوْلَى، وَهَذَا التَّحْرِيم فِي حَقّ غَيْر الْأَزْوَاج" (النووى على مسلم، جلد: 1، صفحه: 154) اسی لیے علامہ شامی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اگر کوئی ادمی بیمار ہوا اور وہ خود سے وضو کرنے پر قادر نہ ہو اس کی بیوی نہ ہو ہاں بیٹا یا بھائی ہو تو وہ اس کو وضو کرادے گا لیکن استنجا نہیں کرائے گا کیونکہ اس کے لیے اس کی شرم گاہ کو چھونا جائز نہیں ہے اسی طرح کوئی بیمار عورت ہو اور اس کا شوہر نہ ہو البتہ بیٹی یا بہن ہو اور وہ عورت خود سے وضو نہیں کرسکتی ہو تو یہ بیٹی یا بہن اس کو وضو کرادے گی لیکن استنجا نہیں کرائے گی کیونکہ اس کی شرمگاہ کو ہاتھ لگانا اس کے لیے جائز نہیں ہے استنجا ساقط ہوجائے گا اور اسی حالت میں یہ لوگ نماز پڑھیں گے: "الرجل المريض اذا لم تكن له امرأة ولا امة وله ابن أو أخ وهو لايقدر على الوضوء فال يؤضئه ابنه او اخوه غير الاستنجاء فانه لايمس فرجه ويسقط عنه والمرأة المريضة اذ لم يكن لها زوج وهى لاتقدر على الوضوء ولها بنت او اخت توضأ ويسقط عنها الاستنجاء" (رد المختار، جلد 1، صفحه 553) لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر ان کو بار بار پیشاب و پاخانہ ہو اور اس کو نہ دھویا جائے اور اسی ناپاکی اور گندگی کے ساتھ چھوڑ دیا جائے تو جہاں یہ اسلامی تعلیمات نظافت و طہارت کے خلاف ہے جس کو اسلام قطعاً پسند نہیں کرتا وہیں اس کی وجہ سے بدبو، گھن، مقام استنجا میں خارش ہونے، کیڑے پڑنے اور مہلک بیماری میں مبتلا ہونے کا شدید اندیشہ ہے اور ظاہر ہے اس طرح کی حاجت ضرورت کا درجہ اختیار کرلیتی ہے: "الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة أو خاصة (قواعد الفقه، صفحه: 75) اور ضرورت کے موقع پر ممنوع چیزیں مباح ہوجایا کرتی ہیں جیسے ڈاکٹروں کا علاج و معالجہ کے لئے واجب الستر حصہ کو دیکھنا، میت کو نہلاتے وقت اس کی شرمگاہ کو دستانہ یا کپڑے لپیٹ کر ہاتھ لگانا وغیرہ۔ لہذا ایسی ضرورت میں اصول فقہ کا مسلمہ قاعدہ "الضرورات تبيح المحظورات (قواعد الفقه، صفحه: 89) کے پیش نظر لڑکے یا لڑکی کے لئے اجازت ہوگی کہ وہ انتہائی محتاط طریقہ پر نگاہیں نیچی کئے ہوئے استنجا کرانے میں اپنے والدین کی مدد کرے، اگر واجب الستر حصہ میں ہاتھ لگانا پڑے تو دستانہ یا کپڑے وغیرہ لپیٹ کر ہاتھ لگائے، اسی طرح اگر ان کے جسم کے کپڑے ناپاک اور گندے ہوگئے ہوں تو اس کو بدل دے۔

دلہن کا میک اپ خراب ہونے کے ڈر سے تیمّم کرنا

س: نماز کے لئے وضو فرض ہے اور دلہن عام طور سے نماز نہیں پڑھتی ہے کیوں کہ وہ میک اپ کئے ہوتی ہے اور وضو کرنے سے میک اپ خراب ہوجائے گا، جس میں اچھی خاصی رقم اور محنت لگی ہوتی ہے، کیا وہ ایسی صورت میں تیمم کرکے نماز پڑھ سکتی ہے؟

ج: میک اپ کوئی ایسا عذر نہیں ہے جس کی وجہ سے تیمم کی اجازت ہو، لہذا دلہن ہو یا میک اپ کی ہوئی اور خاتون اس پر لازم و ضروری ہے کہ وضو کرکے وقت پر نماز ادا کرے اور ایسے میک اپ سے گریز کرے جس سے وضو کرنے میں حرج محسوس ہو، کیوں کہ ایسا میک اپ جس کے لگانے کے بعد وضو نہ کرسکے اور نماز نہ پڑھ سکے شرعا جائز نہیں ہے، نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا فرض ہے: "إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا" (سورة النساء: 103)

عورت کے انتقال کے بعد کیا اس کے زیورات وغیرہ اس کی لڑکی کے ہوں گے؟

س: اگر کسی خاتون کا انتقال ہوجائے اور اس کی غیر شادی شدہ لڑکیاں ہوں تو اس کے سارے زیورات اور برتن وغیرہ لڑکیوں کو شادی میں دینے کے لئے رکھ دیا جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

ج: میت کی چھوڑی ہوئی تمام چیزیں خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی، معمولی ہو یا قیمتی، ہر ایک میں وراثت جاری ہوگی اور جو بھی اس کے شرعی وارثین ہوں سب کا اس میں حصہ ہوگا، لہذا صورت مسئولہ میں مرحومہ کے زیورات اور برتن وغیرہ لڑکیوں کے لئے خاص کردینا اور دیگر وارثین کو اس میں حصہ نہ دینا شرعا جائز نہیں ہے: "لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا" (سورة النساء: 7)

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 38 مورخہ ۳۰ ربیع الاول ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۶/اکتوبر ۲۰۲۳ء روز سوموار

طوفان اقصیٰ

فلسطین کے غزہ علاقہ پر حکمراں حماس کے مجاہدین نے اسرائیلی جارحیت اور ظلم وجور کو سہتے سہتے اسرائیل پر زور دار حملہ بول دیا، یہ دہشت گردی نہیں نیوٹن کے اصول کے مطابق اسرائیلی عمل کا ردعمل ہے، حماس والے ردعمل کا اظہار اپنی صلاحیت کے اعتبار سے پہلے بھی کرتے رہے ہیں، لیکن وہ انتہائی محدود ہوا کرتا تھا، اور ذرائع ابلاغ میں اس کی خبر یا تو آتی نہیں تھی، یا دبادی جاتی تھی، لیکن اس بار کا حملہ گذشتہ پچاس سالوں میں حماس کا سب سے بڑا حملہ ہے، جس نے اسرائیل کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں، جس خفیہ ایجنسی پر اسے بہت بھروسہ تھا وہ اس طرح ناکام ہوگئی کہ حماس والے اسرائیل کے اندر تک گھستے چلے گئے، آج 11 اکتوبر کو یہ لڑائی پانچویں دن میں داخل ہو گئی ہے، دونوں طرف بربادی ہوئی ہے، دونوں طرف کے لوگ خوف زدہ اور پریشان ہیں، غزہ کے محاصرہ کو اقوام متحدہ نے عالمی قانون کے مطابق ممنوع قرار دیا ہے، لیکن اسرائیل کو اس کی پرواہ ہی کب ہے، وہ " کھسیانی بلی کھمبا نوچے " کے مطابق انسانیت کے خلاف جتنے کام کر سکتا ہے، کر رہا ہے، عالمی برادری کو اسی وقت پریشانی ہوتی ہے، جب یہودیوں کی ہلاکت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، جب تک فلسطینیوں کا قتل ہوتا ہے ساری عالمی برادری بشمول مسلم ممالک چادر تان کر سورہی ہوتی ہے، جہاں اسرائیل پر ضرب پڑی سارے بلبلانے لگتے ہیں اور ایک ہو جاتے ہیں، اس بار بھی معاملہ کچھ ایسا ہی ہے، امریکہ، برطانیہ، فرانس بلکہ یورپی یونین بھی اسرائیل کے ساتھ ہے، رہ گیے عرب لیگ اور مسلم ممالک تو اس کا رویہ ہمیشہ کی طرح ڈھلمل والا ہے۔ یہ پورے طور پر سامنے آتے نہیں، بلکہ زبانی حمایت میں بھی الفاظ اس قدر نپے تلے ہوتے ہیں کہ ان کی آواز کا کچھ اثر نہیں ہوتا اور ان کی چیخیں حلق میں ہی دم توڑ دیتی ہیں، اس بار بھی معاملہ کچھ ایسا ہی ہے، قطر، (جہاں حماس کے سربراہ اسماعیل ہانیہ قیام پذیر ہیں،) ترکی اور سعودی عرب کھل کر سامنے ہے، ایران نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ حملہ میں اس کا ہاتھ ہے، البتہ ایرانی صدر نے حملہ آور کے ہاتھ چومنے کی بات کہہ کر اپنا موقف اور پیغام عالمی برادری تک واضح لفظوں میں پہونچا دیا ہے، ایران کی حمایتی تنظیم لبنان میں سرگرم حزب اللہ نے عملی طور پر فلسطینیوں کا ساتھ دینا شروع کر دیا ہے، حزب اللہ ماضی میں سعودی عرب کو پریشان کرتا رہا ہے، ان کے لوگوں نے سعودی عرب میں کئی مسجدوں پر حملہ بھی کیا تھا، لیکن اس بار وہ فلسطینیوں کے ساتھ ہیں۔

بھارت کا موقف ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ فلسطینیوں کو ان کی مقبوضہ زمین اسرائیل کو واپس کرنی چاہیے، زمانہ تک یہاں اسرائیلی سفارت خانہ نہیں تھا اور یہاں کے سربراہ اسرائیل کا سفر نہیں کیا کرتے تھے، سابق وزیر اعظم اٹل بہاری باجپئی کا بھی یہی موقف تھا، لیکن اب ہندوستان میں اسرائیلی سفارت خانہ بھی ہے اور ہمارے وزیر اعظم نے واضح کر دیا ہے کہ ہم اسرائیل کے ساتھ کھڑے ہیں، جرمنی کے چانسلر ہٹلر نے جب مبینہ ہولو کاسٹ کے ذریعہ یہودیوں کا قتل عام کیا تھا اور کچھ کو چھوڑ دینے کی وجہ یہ بیان کی تھی کہ ان کے کرتوت کو دیکھ کر دنیا سمجھ سکے کہ ہم نے انہیں کیوں قتل کیا تھا، آج کے حالات ہٹلر کے اس قول کی تائید کرتے ہیں اور دنیا دیکھ رہی ہے کہ یہ کتنے ظالم ہیں۔

غزہ فلسطین کا ایک چھوٹا سا علاقہ ہے، اس کی سرحد اکاون (51) کلومیٹر اسرائیل سے اور گیارہ (11) کلومیٹر مصر سے لگتی ہے، اس طرح غزہ کا مجموعی رقبہ تین سو پینسٹھ (365) مربع کلومیٹر ہے، تئیس (23) لاکھ پچھہتر (75) ہزار مسلم یہاں بستے ہیں، 2005 میں غزہ اسرائیل سے الگ ہوا تھا، یہ اسرائیل کے پچھم میں ہے۔ پانی بجلی اور غذائی اجناس کی سپلائی اسرائیل کے راستے سے ہی ہوتی ہے، غزہ کے مکمل محاصرہ کا مطلب ہے کہ انسانی ضروریات کی سارے اشیاء کا وہاں پہونچنا ممکن نہیں ہوسکیگا۔ اور انسانی جانوں کا ضیاع ہوگا، ضروری اشیاء کی فراہمی مصر کی طرف سے بھی ہو سکتی تھی، لیکن مصر نے یہ کہہ کر اپنی سرحد بند کر دی ہے کہ یہودی اور فلسطینی پناہ گزینوں کی بڑی تعداد یہاں پہونچ کر ہماری معیشت اور اقتصادیات کو متاثر کر سکتی ہے۔ اس لیے یہ راستہ بھی بند ہو گیا ہے، اقوام متحدہ نے انسانی بنیادوں پر غزہ پہونچنے کے لیے ایک محفوظ راستہ اور کاریڈور اسرائیل کو کھولنے کو کہا ہے، لیکن اس اپیل کا بھی اس پر اثر نہیں ہوا ہے، خود اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی بند کمرے کی میٹنگ بے نتیجہ ختم ہوگئی ہے، حالات دن بدن خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ ایسے میں عالمی برادری کو باعزت مفاہمت کی راہ اختیار کرانے کے لئے آگے آنا چاہیے، یہی اس مسئلے کا حل ہے، ورنہ بقول ساحر لدھیانوی

جنگ تو خود ہی ایک مسئلہ ہے
جنگ کیا مسئلوں کا حل دے گی
آگ اور خون آج بخشے گی
بھوک اور احتیاج کل دے گی

رواداری

جس ملک میں مختلف مذاہب، تہذیب وثقافت اور کلچر کے لوگ بستے ہوں، وہاں دوسرے مذہب کے ماننے والوں کے درمیان بقاء باہم کے اصول کے تحت ایک دوسرے کا اکرام واحترام ضروری ہے، مسلمان اس رواداری میں کہاں تک جا سکتا ہے اور کس قدر اسے برت سکتا ہے، یہ وہ سوال ہے جو ملک میں عدم رواداری کے بڑھتے ماحول میں لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہوتا ہے، اس سوال کے جواب سے ناواقفیت کی بنیاد پر سوشل میڈیا، ٹی وی اور دوسرے ذرائع ابلاغ پر غیر ضروری بحثیں سامعین، ناظرین اور قارئین کے ذہن ودماغ کو زہر آلود کرنے کا کام کر رہی ہیں، اس آلودگی سے محفوظ رکھنے کی یہی صورت ہے کہ رواداری کے بارے میں واضح اور صاف موقف کا علم لوگوں کو ہو اور غیر ضروری باتوں سے ذہن ودماغ صاف رہے۔

اسلام میں رواداری کا جو مفہوم ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے، خندہ پیشانی سے ملا جائے، ان کے انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا جائے، وہ ضرورت مند ہوں تو ان کی مالی مدد بھی کی جائے اور صدقات نافلہ اور عطیات کی رقومات سے ان کی ضرورتوں کی تکمیل کی جائے، کسی کو حقیر سمجھنا اور حقارت کی نظر سے دیکھنا اکرام انسانیت کے خلاف ہے، اس لیے معاملہ تحقیر کانہ کیا جائے اور نہ کسی غیر مذہب کا مذاق اڑایا جائے، یہ احتیاط مردوں کے سلسلے میں بھی مطلوب ہے، اور عورتوں کے سلسلے میں بھی، تاکہ یہ آپسی مذاق جنگ وجدال کا پیش خیمہ نہ بن جائے، معاملات کی صفائی بھی ہر کس وناکس کے ساتھ رکھا جائے، دھوکہ دینا، ہر حال میں ہر کسی کے ساتھ قابل مذمت ہے اور اسے اسلام نے پسند نہیں کیا ہے، البتہ حالت جنگ میں اس قسم کے حرکات کی اجازت ہے، جس سے فریق مخالف دھوکہ کھا جائے، دھوکہ دینا اور چیز ہے اور کسی عمل کے نتیجے میں دھوکا کھانا بالکل دوسری چیز۔

اسی لیے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو دھوکہ دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے، ایسے تمام قوانین کا پاس ولحاظ بھی ضروری ہے، جو شریعت کے بنیادی احکام ومعتقدات سے متصادم نہیں ہیں، اگر کسی قسم کا معاہدہ کیا گیا ہے، زبانی یا تحریری وعدہ کیا گیا ہے تو اس کا خیال رکھنا چاہیے، کیونکہ ہمیں معاہدوں کا پاس ولحاظ رکھنے کو کہا گیا ہے، جن شرائط پر صلح ہوئی ہے، اس سے مکر جانا انتہائی قسم کی بددیانتی ہے، اسی طرح رواداری کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ ان تمام حرکات وسکنات سے گریز کیا جائے، جس سے نفرت کا ماحول قائم ہوتا ہے اور قتل وغارت گری کو فروغ ملتا ہے، اس ضمن میں تقریر وتحریر بھی کچھ شامل ہے، کوئی ایسی بات نہیں کہی جائے جس سے فرقہ پرستی کی آگ بھڑکے اور کوئی ایسا کام نہ کیا جائے، جو فتنہ وفساد کا پیش خیمہ ثابت ہو، غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے آپسی میل جول کو بڑھایا جائے اور اپنے پروگراموں میں تقریبات میں دوسرے مذاہب والوں کو بھی مدعو کیا جائے، تاکہ میڈیا کے ذریعہ پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جا سکے، افواہوں پر کان نہ دھرا جائے، اور خواہ مخواہ کی بدگمانی دلوں میں نہ پالی جائے، جلسے جلوس میں بھی نفرت انگیز نعروں سے ہر ممکن بچا جائے، اشتعال انگیزی نہ کی جائے، دوکانوں میں توڑ پھوڑ، گاڑیوں کو جلانا وغیرہ بھی امن عامہ کے لیے خطرہ ہے، اس لیے ایسی نوبت نہ آنے دی جائے، اور ہر ممکن اس سے بچا جائے، دیکھا یہ جا رہا ہے کہ جلوس میں دوسرے مذاہب کے لوگ گھس جاتے ہیں، مسلمان اپنی وضع قطع چھوڑ چکا ہے، اس لیے پتہ نہیں چلتا کہ جلوس میں شریک لوگوں میں کتنے فی صد مسلمان ہیں اور کتنے دوسرے، پھر یہ دوسرے لوگ جو اسی کام کے لیے جلوس میں گھس جاتے ہیں، امن وامان کو تباہ کرنے والی حرکتیں کر کے جلوس سے نکل جاتے ہیں، بدنام بھی مسلمان ہوتا ہے اور نقصان بھی مسلمانوں کا ہوتا ہے۔

رواداری کے باب میں سب سے اہم یہ بات ہے کہ دوسرے مذاہب کے پیشوا اور معبودوں تک کو برا بھلا نہ کہا جائے، کیوں کہ سب سے زیادہ اشتعال اسی عمل سے پیدا ہوتا ہے اور اس کا الٹا اثر یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ ہمارے اللہ ورسول کو برا بھلا کہنے لگتے ہیں گویا ہمارا عمل اللہ ورسول کی توہین کا باعث بنتا ہے، کسی کو بتانا اور سمجھانا بھی ہو تو نرم رویہ اختیار کیا جائے، جارحانہ انداز سے بچا جائے اور حکمت سے کام لیا جائے، حکمت مؤمن کی گم شدہ پونجی ہے، جہاں بھی ملے اسے قبول کر لینا چاہیے، لے لینا چاہیے۔ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ رب العزت نے اپنے وقت کے سب سے بُرے انسان کے پاس اپنے وقت کے سب سے اچھے انسان حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو بھیجا تو نرمی سے بات کرنے کا حکم دیا۔

لیکن اس رواداری کا مطلب قطعا یہ نہیں ہے کہ ایسے نعرے لگائے جائیں جو کسی خاص مذہب کے لیے مخصوص اور ان کا شعار ہیں، چاہے لغوی طور پر اس کے معنی کچھ بھی ہوں، عرف اور اصطلاح میں اس کا استعمال مشرکانہ اعمال کے طور پر کیا جاتا ہے، تو اس سے ہر حال میں گریز کرنا چاہیے، جے شری رام، بھارت ماتا کی جے اور بندے ماترم جیسے الفاظ دیش بھگتی کے مظہر نہیں، ایک خاص مذہب کے لوگوں کے طریقۂ عبادت کی نمائندگی کرتے ہیں، اس لیے مسلمانوں کو ایسے الفاظ کی ادائیگی سے احتراز کرنا چاہیے، کیوں کہ ان الفاظ کا استعمال رواداری نہیں، مذہب کے ساتھ مذاق ہے۔ بعض سادہ لوح مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ اس قسم کے الفاظ کہنے سے ایمان واسلام پر کوئی فرق نہیں پڑتا وہ غلط فہمی میں ہیں، کیوں کہ مسلمان کا قول وفعل جیسے ہی اسلامی معتقدات کے خلاف ہوتا ہے، ایمان واسلام کی عمارت دھڑام سے زمین بوس ہو جاتی ہے، یہ بہت نازک اور حساس معاملہ ہے، اتنا حساس کہ مذاق کے طور پر بھی کلمات کفر کی ادائیگی نا قابل قبول ہوتی ہے، اس مسئلہ کو جبریہ کلمۂ کفر پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، کیوں کہ جبر کی شکل میں دل ایمان پر مطمئن ہوتا ہے، الفاظ صرف زبان سے ادا ہوتے ہیں، لیکن برضا ورغبت کی شکل میں یا تو وہ دین کو مذاق بنا رہا ہے، یا واقعتاً وہ ایسا کر رہا ہے، دین کا مذاق اڑانا یا کلمۂ کفر پر راضی ہونا، دونوں ایمان کے لیے مضر ہے اور دار وگیر کا سبب بھی۔

المیہ یہ ہے کہ ہمارا مسلمان بھائی جو اپنے کو غیر مسلم بھائیوں کے سامنے سیکولر بننے کے لیے مختلف مندروں اور گرودواروں میں جا کر پوجا ارچنا کرتا ہے، متھا ٹیکتا ہے، وہ اپنے دین ومذہب سے کھلواڑ کرتا ہے، رواداری ایک دوسرے کے تئیں احترام کے رویہ کا نام ہے، نہ یہ کہ ایسے اعمال شرکیہ کا جو خدائے وحدہ لاشریک کی پرستش کے تقاضوں کے خلاف ہو، یہ رویہ زیادہ تر ہمارے سیاست دانوں میں پایا جاتا ہے، میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ جس کو جان ودل، ایمان واسلام عزیز ہو، وہ اس گلی میں کیوں جائے، جائیے ضرور جائیے، خوب سیاست کیجئے، لیکن سیاست میں عہدے اور مال وزر کی حصولیابی کی غرض سے اپنا ایمان وعقیدہ تو برباد نہ کیجئے، تھوڑے مفاد کے حصول کے لیے حق بات کہنے سے گریز کا رویہ نہ اختیار کیجئے، اس لیے کہ دنیاوی عہدے جاہ ومنصب اور مفادات چند روزہ ہیں، اور آخرت کی زندگی ہمیشہ ہمیش کے لیے ہے، چند روزہ زندگی کے لیے ابدی زندگی کو برباد کر لینا عقل وخرد سے بعید ہی نہیں، بعید تر ہے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

✍: عبداللہ خالد قاسمی خیرآبادی

حضرت مولانا سید محمد شاہد الحسنی ؛ بچھڑا کچھ اِس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی

اگست 2001ء میں ماہنامہ مظاہرعلوم سہارنپور کے مدیر تحریر کی حیثیت سے مظاہرعلوم سہارنپور میں میرا تقرر ہوا اور اسی وقت مولانا سید محمد شاہد الحسنیؒ سے میری ملاقات ہوئی، اِس ملاقات سے پہلے 1993ء میں کسی مناسبت سے حضرت والا خیرآباد تشریف لے گئے تھے اور خیرآباد کی جامع مسجد میں حضرت والا کا خطاب ہوا تھا اور ماہنامہ یادگار شیخ کی ممبر سازی بھی ہوئی تھی اس موقع سے زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا، مظاہرعلوم میں میری ملازمت کے بائیس سال مکمل ہو چکے ہیں، اس پورے دورانیہ میں میں نے مولانا سید محمد شاہد صاحبؒ کو بیک وقت تین محاذوں پر اس جفاکشی کے ساتھ مصروف عمل دیکھا جس کی مثال آج کے اِس دور میں بہت ہی مشکل ہے:

۱۔تصنیف وتالیف: اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خاص وصف عطا فرمایا تھا، جب بھی سہارنپور ہوتے مسلسل تصنیف وتالیف میں اپنے کو مشغول رکھتے، نتیجتاً آپ کے گہر بار قلم سے بہت سی ایسی کتابیں وجود میں آئیں جو اپنے موضوع پر انتہائی وقیع اور جامع ہیں، خاص طور پر مظاہرعلوم، علماء مظاہرعلوم، خدمات مظاہرعلوم پر ایسا دستاویزی مواد ارباب تحقیق اور دنیا کے سامنے انھوں نے پیش کر دیا ہے، مستقبل میں مظاہرعلوم کی تاریخ پر لکھنے اور بولنے والا کوئی بھی فرد اس سے مستغنی ہرگز نہیں ہوسکتا، اسی لئے کہتا ہوں کہ تاریخ مظاہر اور خدمات مظاہر کے سلسلہ میں آپ شاہ کلید کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۲۔اسفار: مولانا کی زندگی میں اسفار بہت ہیں، ابھی کسی تالیف کا مسودہ تیار کر رہے ہیں اور ابھی اپنا بیگ اور بریف کیس اٹھایا اور سفر پر روانہ ہو رہے ہیں، یہ اسفار کبھی کسی مدرسہ کے جلسۂ دستار بندی کے لئے ہوتا، کبھی کسی علمی موضوع پر کسی کانفرنس میں شرکت اور اپنا مقالہ پیش کرنے کے لئے، کہیں کتبِ احادیث کے ختم کی تقریب میں تو کبھی مظاہرعلوم کے انتظام ومعاملات کے سلسلہ میں۔

۳۔دفتر امین عام میں: ان چوطرفہ مشغولیات کے ساتھ مدرسہ کے داخلی و خارجی معاملات ومسائل پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے، طلبہ کے مسائل، تعلیمی سرگرمیوں پر نظر، اس کے استحکام کے لئے مسلسل کوشش، مدرسہ کے مالیاتی نظام کو بارک بینی سے دیکھنا اور اس کے سلسلہ میں صائب اور درست فیصلے کرنا۔

یہ وہ امتیازی خصوصیات تھیں جن کی بناء پر برملا یہ کہا جاتا ہے کہ مظاہرعلوم کی تاریخ میں ایسی جفاکش، محنتی اور تدبیر وتدبر کی حامل شخصیت نہیں گزری، حضرت مولانا کا ایک سوانحی خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

پیدائش: 26/ربیع الاول 1370ھ مطابق 12 جنوری 1951ء بروز جمعہ نانا محترم حضرت مولانا محمد زکریا شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ کے مکان کچہ گھر سہارنپور۔

آغازِ تعلیم: 19/ذی الحجہ 1375ھ۔28/جولائی 1956ء شنبہ کے روز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کی خانقاہ میں تعلیم کا آغاز۔

تکمیل حفظ: 28 شعبان 1379ھ/ 2فروری 1960ء جمعہ کے روز مولانا محمد یوسف صاحب کے سامنے مولانا انعام الحسن، مولانا حکیم سید محمد ایوب وغیرہ کی موجودگی میں حفظ کلام پاک کی تکمیل ہوئی۔

مظاہرعلوم میں باضابطہ داخلہ: 15/شوال 1385ھ 6/فروری 1966ء میں درجۂ متوسطہ میں باقاعدہ داخلہ ہوا اور اسی سال رمضان میں اپنی خاندانی مسجد مسجدِ حکیمان میں پہلی محراب سنائی۔

نکاح: 25 شوال 1388ھ/ 15 جنوری 1969ء میں حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی کی صاحبزادی مسماۃ صادقہ خاتون سے عقد مسنون ہوا۔

مظاہرعلوم سے فراغت: شعبان 1390ھ/ اکتوبر 1970ء میں دورۂ حدیث سے فراغت ہوئی، اس سال دورہ کے اسباق کی ترتیب یہ تھی: بخاری ومسلم حضرت مولانا محمد یونس جونپوری، ابوداود ونسائی مولانا محمد عاقل صاحب، ترمذی مولانا مفتی مظفر حسین صاحب، طحاوی مولانا اسعد اللہ صاحب، نزول آب کی وجہ سے حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحب اپنا درس بخاری موقوف فرما چکے تھے۔

شادی کی تکمیل: 25 شعبان 1390ھ/ 27 اکتوبر 1970ء اہلیہ محترمہ رخصت ہوکر آپ کے گھر آئیں۔

فنون میں داخلہ: فراغت کے بعد شوال 1390ھ/ دسمبر 1970ء میں فنون میں داخلہ لے کر بیضاوی، تفسیر مدارک، درمختار، ملاحسن، دیوان متنبی وغیرہ پڑھ کر شعبان 1391ھ/ اکتوبر 1971ء میں فنون کی تکمیل کی۔

بیعت: فنون سے فراغت کے بعد اسی سال اپنے نانا جان مولانا شیخ محمد زکریاؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

مظاہرعلوم میں مدرسی: شوال 1392ھ میں مظاہرعلوم میں تدریس کے لئے تقرر ہوا اور پہلے سال مرقات اور نفحۃ العرب آپ سے متعلق رہیں (بقیہ: ص ۱۴ پر)

کتابوں کی دنیا

✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

آدابِ سخن

سید اسد علی رضوی (ولادت 9 دسمبر 1954ء) بن سید محمود الحسن رضوی، ساکن محمد پور مبارک ضلع مظفر پور جی القائم نے ادب کی مختلف اصناف شاعری، افسانہ نگاری، ڈرامہ نگاری، نیز تحقیق اور صحافت کے میدان میں بھی اپنے قلم کے جوہر دکھائے ہیں، 1967ء سے ادبی سفر کا آغاز کیا تھا اور تاہنوز آگے بڑھتے جا رہے ہیں، بقول شاعر انہوں نے کبھی میل کا پتھر نہیں دیکھا کہ منزل کس قدر دور ہے، وہ خوب سے خوب تر کی تلاش جاری رکھے ہوئے ہیں، 1976ء سے چھپ رہے ہیں اور چھپتے جا رہے ہیں، لکھ رہے ہیں اور لکھتے جا رہے ہیں، لہو کی شاخ (نوحہ) لہو کا دریا (نوحہ) یا من اسمہ دواء (مجموعہ وظائف) اس پہ اپنا سلام اب بھی (رضا مہدی شخصیت اور شاعر)، پلکوں کے صدف (شعری مجموعہ) علی الترتیب 1982، 1983ء، 2013، میں چھپ کر مقبول عوام وخواص ہو چکے ہیں، کئی کتابیں منصۂ ؟ شہود پر آنے کے انتظار میں اب بھی ہیں۔

آدابِ سخن اسی مشہور ومقبول شاعر کا مجموعہ ؟ کلام ہے، ایک سو ساٹھ صفحات کی یہ کتاب عرشیہ پبلیکیشنز دہلی کے زیر اہتمام گلوریس پرنٹرس دہلی سے پانچ سو کی تعداد میں چھپی ہے، کتابوں کے قارئین کی کساد بازاری کے اس دور میں دو سو روپے میں اسے نکال دینا بھی بڑا کام ہے، بقول انوار الحسن وسطوی کتاب کی طباعت کے بعد اہل علم تک پہونچانا بھی ان دنوں اہم کام بن گیا ہے اور اس میں کامیابی مل جائے تو آپ بڑے خوش قسمت ہیں، کتاب کی کمپوزنگ عائشہ رفعت نے کی ہے، سرورق انتہائی سادہ ہے اسے اظہار احمد ندیم نے تیار کیا ہے، ملنے کے پتے نو (9) درج ہیں، آپ کہاں پریشان ہوئیے گا، پٹنہ میں بک امپوریم اردو بازار سے حاصل کر لیجئے، مظفر پور، دربھنگہ، ممبئی اور کولکاتہ میں بھی کتابیں مل سکتی ہیں، تلاش شرط ہے۔

کتاب کے آغاز میں شعروسخن کے حوالہ سے اسد رضوی نے چند باتیں عرض کی ہیں جو فکر انگیز ہے، کتاب کا انتساب اردو کے باذوق قارئین کے نام ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر خورشید سمیع، شبیر امام، خاور حسن کے تاثرات اور ایمل ہاشمی کا سپاس نامہ ہے، تاثرات میں اسد رضوی کے اس دوسرے شعری مجموعہ کو فکر وفن کے حوالہ سے تولنے کی کوشش کی گئی ہے، تاثرات ان دنوں مدح وستائش کا ہی دوسرا نام ہے، اس لیے خوگر حمد سے تھوڑا بھی گلہ سننا گوارہ نہیں ہوتا، اہل قلم اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں، اس لیے مٹھیہ بھر کر ستائش کرتے ہیں، یہ بات صرف اس کتاب کے لیے نہیں، عمومی ہے، اسی لیے تاثرات کو اہل ادب نے تنقید کے خانے سے نکال دیا ہے، کیوں کہ اس میں نظر تو ہوتی ہے، نقد بالکل نہیں ہوتا، اس کتاب پر جو تاثرات ہیں، ان میں سے کچھ کا ذکر کرنا مفید مطلب معلوم ہوتا ہے، ڈاکٹر خورشید سمیع لکھتے ہیں:

''مجھے یقین کامل ہے اسد رضوی اپنے سادہ اسلوب بیاں اور سہل ممتنع کے سبب عوام وخواص دونوں میں یکساں طور پر مقبولیت حاصل کریں گے''۔(صفحہ 25) شبر امام لکھتے ہیں ''سچ یہ ہے کہ مختلف اصناف کی شاعری میں انہیں مہارت حاصل ہے، ان کے کلام میں زندگی کی اعلیٰ قدریں موج زن ہیں،'' (صفحہ 29) ایک منظوم سپاس نامہ ہے جو ایمل ہاشمی کا ہے جسے ان کی دربھنگہ آمد کے موقع سے پیش کیا گیا تھا۔

اصل کتاب مناجات سے شروع ہوتی ہے، جس میں شاعر دعا کرتا ہے کہ اللہ اسے بوذر وسلمان، اس کی شہرت کو چٹان، روشن امکان، آنسو ؟ں کو مسکان اور ایک غزل کو دیوان بنا دے، شاعر کی خواہش اس مناجات میں سورج چاند ستاروں سے بات کرنے، بگڑے ایمان کو بنانے اور چہروں کو پہچان دینے کی بھی ہے'' ایک اچھی مناجات ہے، جس میں پاکیزہ خواہش کا اظہار کیا گیا ہے، سورج چاند ستاروں سے بات کرنا، ناممکنات ہی میں سے ہے، اس لیے اسے آسان کرنے کی دعا کے ساتھ ناممکن کو روشن امکان بنانے کی دعا بھی اس مناجات میں موجود ہے۔ ایک قطعہ کا ایک شعر بھی ہے، لیکن اس میں عابد ومعبود کے فرق کو ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے، اس لیے فکر سلیم پر وہ بار گذرتا ہے۔

وہ جس کی جوتی کے نیچے ہو عرش اعظم بھی — ہم اس کے قدموں پہ اپنی جبیں رکھتے ہیں

آدابِ سخن میں آزاد نظمیں بھی آخر میں ہیں، جسے غزلوں کے حصے سے الگ رکھا گیا ہے، اور انوار محمد عظیم آبادی نے اسد رضوی کی نظموں کے دروبست کا جائزہ لیا ہے، یہ جائزہ نو صفحے پر پھیلا ہوا ہے، اگر آزاد نظموں کو آج کے لکھنے کی طرح لکھا جاتا یعنی ایک ہی سطر میں تو یہ صفحات کم ہو سکتے تھے۔

مجموعی طور پر غزلوں کی تعداد چھیاسی ہے، ان کے موضوعات ہمارے گرد وپیش سے ہی اٹھائے گیے ہیں، لیکن اسد رضوی کے شعری وجدان میں ڈھل کر ترفع پا گیے ہیں اور وہ پیش یا افتادہ نہیں معلوم ہوتے، شاعری میں یہی چیز خاص ہوتی ہے، جو دوسرے اصناف ادب سے اسے ممتاز کرتی ہے، فنی اعتبار سے اوزان، قافیہ، ردیف وغیرہ پر بھی اسد رضوی کی پکڑ مضبوط ہے ان کی آزاد نظموں کو دیکھ کر کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ پابند شاعری سے جان بچانے کے لیے انہوں نے آزاد نظمیں کہی ہیں، ایسا کہنا بڑی زیادتی ہوگی، کیوں کہ آدابِ سخن کی ساری غزلیں پابند ہیں اور ان میں قدیم شاعرانہ روایات کو مضبوطی سے برتا گیا ہے۔

اسد رضوی کا تعلق اہل تشیع سے ہے، اس لیے ان کی شاعری میں حسینؓ اور کربلا عموماً استعارہ کے لیے علامت کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ یہ شعر دیکھیے۔

کیسے جیتے ہیں ہم مصائب میں — یہ ہنر کربلا سے ملتا ہے
قتل حسین اب بھی وہی حق کا رنگ ہے — ہر دور میں یزید نے بدلے ہزار رنگ
اکڑ کر کہا یہ بچے نے — جو صلہ ہے تو کربلا کیا ہے

غزل میں موضوعاتی تنوع عصر حاضر کی پیداوار ہے، ورنہ غزل تو محبوب سے گفتگو اور راز ونیاز کو شعری پیمانے میں رقم کرنے کا نام ہے، اسد رضوی کے یہاں موضوعاتی تنوع کے باوجود غزل کی اصل چاشنی اس قسم کے اشعار میں پائی جاتی ہے۔

میں اپنی کیفیت کو بتانے سے رہ گیا — وہ اپنے دل کا حال سنانے سے رہ گئی
ترے خیال میں کچھ اس طرح رہا مصروف — تجھے بھی دیکھوں کبھی خواہش نظر نہ ہوئی
یہ دل ایسے کبھی دھڑکا نہیں تھا — غزل کی نغمگی کا یہ اثر ہے

شاعروں کو ان دنوں جن حالات سے گذرنا پڑتا ہے، اس کا اظہار انہوں نے اس شعر میں کیا ہے۔

زبان کاٹ لی جاتی ہے اے اسد اس کی — یہاں جو شخص سخنور دکھائی دیتا ہے

اس کے باوجود اسد رضوی کا دم خم دیکھئے، کہتے ہیں۔

نیزے پر چڑھا دو یا زباں کاٹ لو لیکن — سچ بولیں گے سچ کہنے کی عادت ہے ہماری

مختصر یہ کہ اسد رضوی کے تخیلات کی وادی وسیع بھی ہے اور حسین بھی، جسے وہ شعری پیمانے پر ڈھال کر قاری اور سامع کے سامنے رکھ دیتے ہیں، ان کے الفاظ میں ترسیل کی کمی نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ ساختیات اور تشکیلیات کے حوالہ سے قاری کے سر کو بوجھل کرتے ہیں، آدابِ سخن ہمیں بتاتا ہے کہ اپنی بات رکھنے کا ہنر اور آداب کیا ہیں۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

مجاہد ملت حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ تعالیٰ

نام ونسب: نام صلاح الدین، والد کا نام ایوب نجم الدین ہے، والد صاحب کی طرف نسبت کی وجہ سے ایوبی کہلاتے ہیں، آپ کے والدین اور اہل خاندان مشرقی آذربائیجان کے رہنے والے تھے، ان کا تعلق قبیلہ ''ہذانیہ'' سے تھا، جو کردوں کا بہت بڑا قبیلہ ہے، آپ کے دادا بغداد منتقل ہوکر تکریت میں قیام پذیر ہوئے، یہ قوم اب بھی عراق، شام، ترکی اور ایران میں پائی جاتی ہے۔

ولادت، تعارف: آپ کی ولادت 532ھ مطابق 1183ء کو تکریت کے مقام پر ہوئی، صلاح الدین ایوبی کی ذات اسلام کی صداقت وابدیت کی روشن دلیل ہے، ایک متوسط درجہ کے کرد شریف زادہ اور خاندانی سپاہی کی حیثیت سے ان کی پرورش وپرداخت ہوئی، مصر کی فتح اور صلیبیوں کے مقابلہ میں میدان میں آنے سے پہلے کوئی اندازہ نہیں کرسکتا تھا کہ یہ کرد نوجوان بیت المقدس کا فاتح اور عالم اسلام کا محافظ ثابت ہوگا، اس کی قسمت میں وہ سعادت لکھی ہے جو بڑے بڑے عالی نسبت شرفاء وصلحاء کے لئے قابل رشک ہے اور تاریخ میں وہ اتنا بڑا کارنامہ انجام دے گا جس سے روح مبارک تک کو شادمانی حاصل ہوگی، لین پول لکھتا ہے کہ ''بجائے اس کے کہ صلاح الدین سے کوئی علامت ایسی ظاہر ہوتی جس سے معلوم ہوتا کہ وہ آئندہ کوئی بڑا آدمی ہونے والا ہے، وہ ایک روشن مثال اس خاموش اور پرامن نیکی کی بنا رہا جو شریف طبیعتوں کو تمام اخلاقی کمزوریوں سے دور رکھتی ہے، لیکن جب اللہ تعالے کو اُن سے کام لینا منظور ہوا تو اس کا غیبی سامان کیا گیا، ان کو ان کے ولی نعمت نورالدین نے سخت اصرار وحکم سے مصر بھیجا، قاضی بہاء الدین ابن شداد سلطان کے معتمد خاص لکھتے ہیں کہ سلطان نے مجھ سے خود بیان کیا کہ میں بڑی ناگواری اور مجبوری سے مصر آیا، میرا مصر آنا بالکل میری مرضی سے نہیں ہوا میرا معاملہ بالکل وہی ہے جس کو قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے: ''وَعَسىٰ اَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ'' (دعوت وعزیمت: جلد 1/صفحہ 262)

زندگی میں تبدیلی: مصر پہنچ کر جب صلاح الدین کے لئے میدان بالکل صاف ہوگیا اور مصر کی زمام مملکت ان کے ہاتھ میں آگئی تو اُن کی زندگی یکسر بدل گئی، یہ خیال دل میں جم گیا کہ للہ تعالے کو ان سے کوئی بڑا کام لینا ہے اور اس کام کے ساتھ عیش وراحت کا کوئی جوڑ نہیں، قاضی بہاؤالدین ابن شداد لکھتے ہیں کہ ''حکومت (مصر) کی باگ ڈور ہاتھ میں جانے کے بعد دنیاں کی نظر میں ہیچ ہوگئی، شکرگزاری کا جذبہ ان کے دل میں موجزن ہوا، شراب سے توبہ کی، عیش وتفریحات سے منہ موڑ لیا اور ایک سنجیدہ اور جفاکش زندگی اختیار کی اور اس میں دن بدن ترقی ہی ہوتی گئی (دعوت وعزیمت: جلد 1/صفحہ 263)

جہاد کا عشق: سلطان کو جہاد سے عشق تھا، جہاد ان کی سب سے بڑی عبادت، سب سے بڑی لذت عیش اور اسکی روح کی غذا تھی، قاضی ابن شداد کہتے ہیں کہ ''جہاد کی محبت اور جہاد کا عشق ان کے رگ وریشہ میں جاری تھی اور ان کے قلب دماغ پر چھا گیا تھا یہی ان کا موضوع گفت پ تھا اسی کا ساز وسامان تیار کرتے رہتے تھے، اور اس کے اسباب ووسائل پر غور کرتے، اسی مقصد کے آدمیوں کی ان کو تلاش رہتی، اسی کا ذکر کرتے اور اسی کی ترغیب دینے والے کی طرف وہ توجہ کرتے، اسی جہاد فی سبیل اللہ کی خاطر انھوں نے اپنی اولاد اور اہل خاندان اور وطن ومسکن اور تمام مِلک کو خیرباد کہا اور سب کی مفارقت گوارا کی اور ایک خیمہ کی زندگی پر قناعت کی جس کو ہوائیں ہلا سکتی تھیں، کسی شخص کو اگر اُن کا قرب حاصل کرنا ہوتا تو وہ ان کو جہاد کی ترغیب دیتا (اور اس طرح اُن کی نظر میں وقعت حاصل کرلیتا) قسم کھائی جاسکتی ہے کہ جہاد کا سلسلہ شروع کرنے کے بعد انھوں نے ایک پیسہ بھی جہاد اور مجاہدین کی امداد واعانت کے علاوہ کسی مصرف میں خرچ نہیں کیا۔ (النوادر السطانیہ، صفحہ:16)، سلطان کی اس عاشقانہ کیفیت اور دردمندی کی تصویر ابن شداد نے ان الفاظ میں کھینچی ہے ''میدان جنگ میں سلطان کی کیفیت ایک ایسی غمزدہ ماں کی سی ہوتی تھی جس نے اپنے اکلوتے بچہ کا داغ اُٹھایا ہے، وہ ایک صف سے دوسری صف تک گھوڑے پر دوڑتے پھرتے اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیتے، خود ساری فوج میں گشت کرتے اور پکارتے پھرتے **یا للاسلام**'' (اسلام کی مدد کرو!) آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے۔ (النوادر السطانیہ، صفحہ:155) عکا کے معرکہ میں ان کی کیفیت یہ تھی ''سارا دن سلطان نے ایک دانہ منہ میں نہیں رکھا، صرف طبیب کے مشورہ اور اصرار سے ایک مشروب کا استعمال کیا، شاہی طبیب نے مجھے بتلایا کہ ایک مرتبہ جمعہ سے اتوار تک سلطان نے صرف چند لقمے کھائے، اُن کی طبیعت میدان جنگ کے علاوہ کسی اور طرف متوجہ ہی نہیں تھی'' (دعوت وعزیمت، جلد:1/صفحہ:264)

حطین کی فیصلہ کن جنگ: آخر مختلف جنگی کاروائیوں اور مقابلوں کے بعد وہ معرکہ پیش آیا جو تاریخ میں فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے اور جس نے فلسطین کی مسیحی سلطنت کا خاتمہ اور صلیبیوں کی قسمت کا فیصلہ کردیا، یہ حطین کی جنگ تھی جو کہ 24/ربیع الآخر 583ھ مطابق 1187ء کو پیش آیا جسمیں مسلمانوں کو فتح مبین حاصل ہوئی۔

لین پول اس میدان جنگ کی تصویر کھینچتے ہوئے لکھتا ہے ''مسیحی لشکر کے چیدہ اور منتخب جوانمرد قید کرلئے گئے، گائی بادشاہِ یروشلم اور اس کا بھائی چاٹیلون (حنین) کا ریجی نالڈ تینن کا ہمفری طبقات داویہ اور سبیطار کے دونوں مقدم اور بڑے بڑے عیسائی کی شرفاء گرفتار کرلئے گئے، باقی فلسطین کے تمام عیسائی بہادر اور شہسوار مسلمانوں کے پہرے میں تھے، مسیحی لشکر کے معمولی سپاہی پیدل اور سوار جو زندہ بچے تھے، سب مسلمانوں کے اسیر ہوگئے تھے، ایک ایک مسلمان سپاہی تمیں تمیں عیسائیوں کو جنھیں خود اس نے گرفتار کیا تھا، خیمے کی رسی میں باندھ کر لیجاتا ہوا دیکھا گیا، ٹوٹی ہوئی صلیبوں اور کٹے ہوئے ہاتھ پاؤں میں مردوں کے ڈھیر اس طرح لگے تھے جیسے پتھر پر پتھر پڑے ہوں اور کٹے ہوئے سرزمین پر اس طرح بکھرے پڑے تھے جیسے خربوزوں کے کھیت میں خربوزے پڑے نظر آئیں، مدتوں تک جنگ کا یہ میدان جس میں یہ خونی لڑائی ہوئی تھی، اور جہاں بیان کیا جاتا تھا کہ تمیں ہزار آدمی مارے گئے تھے، مشہور رہا۔ ایک سال کے بعد سپید سپید ہڈیوں کے تودے اور ڈھیر دور سے لوگوں کو نظر آتے تھے اور جانوروں کے کھانے کے بعد جو ٹکڑے لاشوں کے بچے تھے وہ بھی میدان میں جابجا پڑے دکھائی دیتے تھے۔ (دعوت وعزیمت، جلد:1، صفحہ:265)

سلطان کی دینی حمیت: اس فتح کے ساتھ یہ واقعہ بھی تاریخ میں یادگار رہے گا، جس سے سلطان کی دینی حمیت اور اسکی قوت ایمانی کا اندازہ ہوتا ہے، مناسب ہے کہ واقعہ بھی ہم انگریز مؤرخ کی زبان سے سنیں ''سلطان صلاح الدین نے اپنا خیمہ لڑائی کے میدان میں نصب کرایا، جب خیمہ نصب ہوگیا تو حکم دیا کہ قیدی سامنے حاضر کئے جائیں، بادشاہ گائی اور ریجی نالڈ چاٹیلون (حنین) دونوں اندر لائے گئے، سلطان نے بادشاہ یروشلم کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور اسے پیاسا دیکھ کر برف میں سرد کئے ہوئے پانی کا کٹورا دیا، گائی نے پانی پیا اور پانی کا کٹورا والی کرک ریجی نالڈ کو دیا، سلطان یہ دیکھ کر ناخوش ہوا اور ترجمان سے کہا کہ بادشاہ سے کہو کہ میں نے اس شخص کو پانی نہیں دیا ہے، بادشاہ گائی نے دیا ہے، روٹی اور نمک جسے دیتے ہیں، وہ محفوظ سمجھا جاتا ہے، مگر یہ آدمی اس قسم کی حفاظت میں بھی میرے انتقام سے نہیں بچ سکتا، صلاح الدین اتنا کہہ کر کھڑا ہوا اور ریجی نالڈ کے سامنے آیا، ریجی نالڈ جب سے خیمہ مں داخل ہوا تھا، برابر کھڑا رہا تھا، سلطان نے اس سے کہا سُن! میں نے تجھے قتل کرنیکی قسم دومرتبہ کھائی تھی، ایک مرتبہ تو اس وقت جبکہ تو نے مکہ اور مدینہ کے مقدس شہروں پر حملہ کرنا چاہا تھا، دوسری مرتبہ اس وقت جبکہ تو نے دھوکے اور دغابازی سے حاجیوں کے قافلہ پر حملہ کیا تھا، دیکھ! میں اب تیری بے ادبی اور توہین کا انتقام لیتا ہوں اتنا کہہ کر صلاح الدین نے تلوار نکالی اور جیسا کہ عہد کیا تھا ریجی نالڈ کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا، جو کچھ رمق باقی تھی اسے پہرے داروں نے آکر ختم کیا، بادشاہ گائی اِس قتل کو دیکھ کر لرز گیا اور سمجھا کہ اب اس کی باری آئیگی، صلاح الدین نے اس کا اطمینان کیا اور کہا کہ بادشاہوں کا دستور نہیں کہ وہ بادشاہ کو قتل کریں، اِس شخص نے بار بار عہد شکنیاں کی تھیں اب جو وقت گزر گیا، گزر گیا'' (سلطان صلاح الدین، صفحہ:188، از دعوت وعزیمت)

ابن شداد نے لکھا ہے کہ سلطان نے ریجی نالڈ کو طلب کیا اور کہا کہ **"انتصر لمحمد عليه الصلوة والسلام"** (لو، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقام میں لیتا ہوں) ابن شداد نے یہ بھی لکھا ہے کہ سلطان نے اس کو اسلام کی دعوت دی مگر اُس نے قبول نہیں کی۔ (النوادر السطانیہ، صفحہ:64)

فتح بیت المقدس: حطین کی فتح کے بعد وہ مبارک موقع جلد آگیا جس کی سلطان کو بیحد آرزو تھی، یعنی بیت المقدس کی فتح، قاضی ابن شداد نے لکھا ہے کہ ''سلطان کو بیت المقدس کی ایسی فکر تھی اور اس کے دل پر ایسا بار تھا کہ پہاڑ اس کے متحمل نہیں تھے''، اسی سال 583ھ مطابق 1187ء کو سلطان بیت المقدس میں داخل ہوئے اور پورے نوے برس کے بعد یہ پہلا قبلہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب میں انبیاء علیہم السلام کی امامت کی تھی، اسلام کی تولیت میں آیا، یہ بھی حسن اتفاق ہے کہ سلطان کے داخلہ کی تاریخ بھی وہی تھی جس تاریخ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تھی۔ قاضی ابن شداد لکھتے ہیں: "یہ عظیم الشان فتح تھی، اس مبارک موقع پر اہل علم کی بہت بڑی جماعت اور اہل حرفہ اور اہل طرق کی کثیر تعداد جمع تھی، اس لئے کہ لوگوں کو جب ساحلی مقامات کی فتح اور سلطان کے ارادہ کی اطلاع ملی تو مصر وشام سے علماء نے بیت المقدس کا رخ کیا، اور کوئی روشناس اور معروف آدمی پیچھے نہیں رہا، ہر طرف دعاء، تہلیل وتکبیر کا شور بلند تھا۔ بیت المقدس میں (نوے برس کے بعد) جمعہ کی نماز ہوئی۔ قبلہ صخرہ پر جو صلیب نصب تھی وہ اُتاردی گئی، ایک عجیب منظر تھا اور اسلام کی فتح مندی اور اللہ کی مدد کھلی آنکھوں نظر آرہی تھی، نورالدین زنگی مرحوم نے بیت المقدس کے لئے بڑے اہتمام اور بڑے صَرف سے منبر بنوایا تھا کہ اللہ تعالی بیت المقدس واپس لائے گا تو یہ منبر نصب کیا جائے گا، صلاح الدین نے حلب سے وہ منبر طلب کیا اور اس کو مسجد اقصی میں نصب کیا (دعوت وعزیمت، جلد:1، صفحہ:267)

اسلامی اخلاق کا مظاہرہ: صلاح الدین نے اس موقع پر جس عالی ظرفی، دریا دلی اور اسلامی اخلاق کا مظاہرہ کیا، وہ عیسائی مورخ کی زبان سے سننے کے قابل ہے: "صلاح الدین نے کبھی پہلے اپنے تئیں ایسا عالی ظرف اور باہمت نائٹ ثابت نہیں کیا تھا جیسا کہ اس موقع پر کیا، جب یروشلم مسلمانوں کے حوالہ کیا جارہا تھا، اس کی سپاہ اور معزز افسران ذمہ دار نے جو اس کے تحت تھے، شہر کے گلی کوچوں میں انتظام قائم رکھا، یہ سپاہی اور افسر ہر قسم کی ظلم وزیادتی کو روکتے تھے اور اس کا نتیجہ تھا کہ کوئی واقعہ جس میں کسی عیسائی کو گزند پہنچا ہو، پیش نہ آیا، شہر کے باہر جانے کے تمام راستوں پر سلطان کا پہرہ تھا اور ایک نہایت معتبر امیر باب داود پر متعین تھا کہ ہر شہر والے کو جو زرفدیہ ادا کرچکا ہے، باہر جانے دے، پھر سلطان کے بھائی العادل اور بطریق اور بالیان کے ہزار ہزار غلام آزاد کرنے کے تذکرہ کرنے کے بعد لکھتا ہے ''اب صلاح الدین نے اپنے امیروں سے کہا میرے بھائی نے اپنی طرف سے اور بالیان اور بطریق نے اپنی طرف سے خیرات کی، اب میں اپنی طرف سے بھی خیرات کرتا ہوں اور یہ کہہ کر اس نے اپنی سپاہ کو حکم دیا کہ شہر کے تمام گلی کوچوں میں منادی کردیں کہ تمام بوڑھے آدمی جن کے پاس زرفدیہ ادا کرنے کو نہیں ہے، آزاد کئے جاتے ہیں جہاں چاہیں وہ جائیں اور یہ سب باب العزر سے نکلنے شروع ہوئے اور سورج نکلنے سے سورج ڈوبنے تک اُن کی صفیں شہر سے نکلتی رہیں، یہ خیر وخیرات تھی جو صلاح الدین نے بیشمار مفلسوں اور غریبوں کے ساتھ کی''، غرض اس طرح سلطان صلاح الدین نے اس مغلوب ومفتوح شہر پر اپنا احسان وکرم کیا، جب سلطان کے ان احسانات پر غور کرتے ہیں تو صلیبیوں کی وہ وحشیانہ حرکتیں یاد آتی ہیں جو شروع کے صلیبیوں نے 1099ء میں یروشلم کی فتح پر کی تھیں، جب گوڈجرے اونکیرڈ یروشلم کے کوچہ وبازار میں سے گزر رہے تھے، تو وہاں مردے پڑے اور جاں بلب زخمی لوٹتے تھے، جبکہ بے گناہ اور لاچار مسلمانوں کو اُن صلیبیوں نے سخت اذیتیں دے کر مارا تھا اور زندہ آدمیوں کو جلایا تھا، جہاں قدس کی چھتوں اور برجوں پر جو مسلمان پناہ لینے کے لئے چڑھے تھے، وہیں اُن صلیبیوں نے انھیں اپنے تیرں سے چھید کر گرایا تھا، اور جہاں ان کے اس قتل عام نے مسیحی دنیا کی عزت کو بٹہ لگایا تھا؛ جبکہ اس مقدس شہر کو ظلم وبدنامی کے رنگ میں اُنھوں نے رنگا تھا، جہاں رحم ومحبت کا وعظ جناب مسیح نے سنایا تھا اور فرمایا تھا کہ خیر وبرکت والے ہیں وہ لوگ جو رحم کرتے ہیں، ان پر خدا کی برکتیں نازل رہتی ہیں، جس وقت یہ عیسائی اس پاک ومقدس شہر کو مسلمانوں کا خون کرکے اس کو مذبح بنارہے تھے، اس وقت وہ ان کلام کو بھول گئے تھے اور اُن بے رحم عیسائیوں کی خوش قسمتی تھی کہ سلطان صلاح الدین کے ہاتھوں اُن پر رحم وکرم ہورہا تھا، صفات خداوندی میں سب سے بڑھ کر صفت رحم ہے، رحم عدل کا تاج اور اس کا جلال ہے، جہاں عدل اپنے اختیار اور استحقاق سے کسی کو جان سے مار سکتا ہے، رحم جان بچا سکتا ہے۔ اگر سلطان صلاح الدین کے کاموں میں صرف یہی کام دنیا کو معلوم ہوتا کہ اس نے کس طرح یروشلم کو بازیاب کیا، تو صرف یہی کارنامہ اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کافی تھا کہ وہ نہ صرف اپنے زمانہ کا بلکہ تمام زمانوں کا سب سے بڑا عالی حوصلہ انسان اور جلالت اور شہامت میں یکتا اور بے مثل شخص تھا۔ (سلطان صلاح الدین، صفحہ:202-205)

Scanned with CamScanner

دینی مدارس میں عصری تعلیم —— مثبت ومنفی پہلو

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

مدارس کی تحریک جس دور میں شروع ہوئی، اس وقت ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط تھا، انہوں نے یہاں کے قدیم نظام تعلیم کو ختم کر کے ایک نئے نظام تعلیم کی بنیاد رکھی تھی، اس نظام میں مذہبی تعلیمات اور اخلاقی اقدار کا کوئی گزر نہیں تھا؛ بلکہ اس میں دین بیزاری اور اخلاقی بندشوں سے آزادی کو نہایت ذہانت کے ساتھ شامل کر دیا گیا تھا، اس پس منظر میں علماء نے ایسے ادارے قائم کئے، جو خاصتاً دینی تعلیم کے تھے؛ کیوں کہ عصری تعلیم کے لئے تو حکومت خود ہی ہر طرح کی سہولت فراہم کر رہی تھی؛ اس لئے مدارس کے نصاب میں جدید علوم پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی، بنیادی توجہ دینی تعلیم پر کی گئی، پھر جب اس ملک سے انگریز چلے گئے تو کیا مدارس کے تعلیمی نظام کو اسی نہج پر قائم رہنا چاہئے یا اس میں عصری نظام کی بھی شمولیت ہونی چاہئے؟ اس میں مسلمانوں کے درمیان نقطۂ نظر کا اختلاف پیدا ہوا، یہ اختلاف آج بھی ہے، اور اس میں خاصا افراط وتفریط پایا جاتا ہے۔

ایک رائے یہ ہے کہ مدارس میں تھوڑی سی بھی عصری علوم کی شمولیت نہیں ہونی چاہئے، دوسری انتہا پر وہ حضرات ہیں جو نہ صرف عصری علوم کی شمولیت کے حامی ہیں؛ بلکہ چاہتے ہیں کہ ایک شخص بیک وقت عالم بھی ہو اور ڈاکٹر بھی، عالم بھی، اور انجینئر بھی، اسی طرح مختلف علوم وفنون کے ماہر علماء وجود میں آئیں، حقیقت یہ ہے کہ راہ اعتدال ان دونوں کے درمیان ہے، نہ یہ مناسب ہے کہ دینی علوم حاصل والے طلبہ کو مکمل طور پر عصری علوم سے محروم رکھا جائے اور جب وہ مدرسہ سے نکل کر میدان عمل میں آئیں تو ایسا محسوس کریں کہ وہ کسی اور دنیا میں آ گئے ہیں اور نہ یہ بات قابل عمل ہے کہ ایک شخص بیک وقت اسلامی علوم میں بھی بصیرت حاصل کر لے اور عصری تعلیم کے کسی شعبہ کا بھی ماہر ہو جائے، اس سلسلہ میں غور کرتے ہوئے ہمیں پانچ نکات کو مدنظر رکھنا چاہئے، اول یہ کہ اسلام میں عصری علوم کی حیثیت کیا ہے؟ دوسرے: مدارس میں عصری علوم کو شامل کرنے کے فائدے کیا ہیں اور نقصانات کیا ہیں؟ تیسرے: عصری علوم حاصل کرنے کے بارے میں اکابر علماء کی کیا رائے رہی ہے، چوتھے: اگر عصری علوم دینی مدارس کے نصاب میں شامل کئے جائیں تو اس کے لئے قابل عمل صورت کیا ہو سکتی ہے کہ طلبۂ مدارس عصری علوم سے بھی آشنا ہوں اور دینی تعلیم کے اصل مقصد کو بھی نقصان نہ پہنچے۔

ا۔ جہاں تک عصری علوم کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر کی بات ہے تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ اسلام کسی بھی ایسے علم کا مخالف نہیں ہے، جو انسانیت کے لئے نفع بخش ہو؛ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاء فرمایا کرتے تھے: **اللھم انی أسئلک علما نافعا** (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: 924) اے اللہ!''میں آپ سے ایسے علم کا سوال کرتا ہوں جو نافع ہو'' نافع ہونا دو صورتوں کو شامل ہے، دین اور آخرت کے لئے نافع ہونا، دنیا میں انسان جن ضرورتوں سے دوچار ہیں، ان ضرورتوں کو حاصل کرنے میں نافع ہونا؛ اس لئے وہ تمام علوم جو کسی جہت سے انسان کو نفع پہنچاتے ہیں، اسلام کی نظر میں پسندیدہ علوم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب ارشاد فرمایا: **الکلمة الحکمة ضالة المؤمن** (سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۶۸۷) ''علم وحکمت کی بات مومن کا گم شدہ اثاثہ ہے'' یعنی جیسے انسان اپنی گمشدہ چیز کے حاصل کرنے کا مشتاق رہتا ہے، یا خاندان کے گمشدہ عزیز کے پانے پر خوش ہوتا ہے، اسی طرح اگر کوئی علم وحکمت کی بات مسلمان کو حاصل ہو تو اسے شوق ومحبت کے ساتھ اس کا استقبال کرنا چاہئے؛ اس لئے یہ بات بالکل واضح ہے کہ مفید عصری علوم کا حاصل کرنا پسندیدہ بات ہے، اور اسلام ہرگز اس کا مخالف نہیں ہے، یہی صورت حال زبانوں کی ہے، عربی زبان کو یقیناً ایک خصوصیت اور عظمت حاصل ہے؛ کیوں کہ اسی زبان میں قرآن مجید نازل ہوا، اسی زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات ومعمولات محفوظ کئے گئے، اور اسلامی علوم کے سرمایہ کا بڑا حصہ اسی زبان میں محفوظ ہے؛ لیکن زبانیں سب کی سب اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں، اور اللہ کی نعمت ہیں، کوئی زبان حقیر نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو عبرانی یا سُریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا، (صحیح ابن حبان) جو یہودیوں اور عیسائیوں کی زبان تھی؛ اس لئے انگریزی یا دوسری مشرقی ومغربی زبانوں کی تعلیم وتعلم میں کوئی حرج نہیں ہے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فارسی النسل تھے، اور انہوں نے قرآن مجید کی بعض سورتوں کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا، علامہ سید سلیمان ندویؒ نے عرب وہند کے تعلقات میں لکھا ہے کہ بالکل ابتدائی دور میں عرب تجار ہندوستان میں تشریف لائے اور انہوں نے مالابار کے علاقہ میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دی، انہوں ایک ہندو راجہ کے مطالبہ پر قرآن مجید کا مقامی زبان میں ترجمہ بھی کیا، اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں نے زبان کے معاملہ میں کسی تنگ نظری سے کام نہیں لیا، اور جہاں پہنچے، وہاں ان کی زبان اختیار کرتے ہوئے ان تک اللہ تعالیٰ کا دین پہنچایا، انگریزی زبان کا بھی یہی معاملہ ہے؛ بلکہ اگر غور کریں تو انگریزی زبان کے انٹرنیشنل حیثیت حاصل کر لینے میں خیر کا ایک بڑا اہم پہلو ہے؛ کیوں کہ پہلے زمانہ میں اگر پوری دنیا تک اسلام کا پیغام پہنچانا ہوتا تو نہ جانے کتنی زبانیں سیکھنی ہوتیں، آج صرف انگریزی زبان سیکھ کر پوری دنیا تک اسلام کی دعوت پہنچائی جا سکتی ہے؛ اس لئے اسلام نہ کسی نافع علم کا مخالف ہے اور نہ کسی زبان کا، اسلام صرف یہ چاہتا ہے کہ انسان اپنے علم کو انسانیت کی بھلائی کے لئے استعمال کرے اور زبان کو اچھی باتوں کی طرف دعوت کا ذریعہ بنائے۔

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ عصری علوم کو حاصل کرنے کے فائدے کیا ہیں اور نقصانات کیا ہیں؟ اگر غور کیا جائے تو علماء کے انگریزی زبان اور عصری علوم حاصل کرنے سے مختلف دینی فائدے متعلق ہیں، اول یہ کہ اس طرح وہ برادران وطن تک بہتر طریقہ پر اسلام کی دعوت پہنچا سکتے ہیں؛ کیوں کہ انگریزی ایسی زبان ہے، جو ملک کے تمام علاقوں میں پڑھے لکھے لوگوں کے درمیان بولی اور سمجھی بھی جاتی ہے، اور دعوت دین کے کام میں عصری معلومات مؤثر رول ادا کر سکتی ہیں، دوسرا اہم ترین فائدہ یہ ہے کہ اس وقت اسلام کے خلاف ایک زبردست فکری یلغار جاری ہے، قرآن مجید، حدیث نبوی، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، اسلامی شریعت غرض کہ دین کے ہر شعبہ پر حملے کئے جا رہے ہیں، اور خود مسلمانوں کی نئی نسل میں تشکیکی ذہن پیدا ہو رہا ہے؛ اگرچہ کہ اب ہندوستان میں سنگھ پریوار کے لوگ بھی اسلام کے خلاف غلط فہمیاں کرنے کا کام بڑے پیمانے پر کر رہے ہیں؛ لیکن ان سب کا سرچشمہ یہودی اور عیسائی مستشرقین ہی کا مواد ہے، جو انگریزی زبان میں ہے؛ اس لئے اگر آج علماء دفاع اسلام کا کام کرنا چاہیں تو ان کے لئے انگریزی زبان سے واقف ہونا نہایت ضروری ہے؛ کیوں کہ دعوت دین کا کام تو عوام بھی کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں؛ اسی لئے قرآن مجید میں فریضۂ دعوت کا مخاطب پوری امت کو بنایا گیا ہے ''كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ'' (آل عمران) لیکن دفاع اسلام کا کام علماء ہی کر سکتے ہیں، اور علماء نے ہمیشہ اس کام کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔

عباسی دور میں جب یونانی فلسفہ عالم اسلام داخل ہوا اور یہ علوم تشکیکی ذہن پیدا کرنے کا سبب بننے لگے تو امام غزالیؒ اُٹھے اور انہوں نے فلسفہ ومنطق کے اصولوں پر ان سوالات کے جوابات دیے، پھر آگے علامہ ابن تیمیہؒ علم کے اُفق پر نمودار ہوئے تو انہوں نے اقدامی طریقہ کار اختیار کرتے ہوئے خود فلاسفہ یونان کے افکار کو غلط ثابت کیا اور اس طرح دفاع اسلام کا بہت بڑا کام انجام پایا، افسوس کہ موجودہ دور میں ہم اس سے غافل ہو گئے ہیں اور ہماری زیادہ تر توجہ باہر سے ہونے والی فکری یلغار کے مقابلہ باہمی مسلکی اختلاف کی طرف ہو گئی ہے، ہندوستان میں تعلیمی اعتبار سے دو اہم دبستان ہیں، دارالعلوم دیوبند اور ندوۃ العلماء، دارالعلوم دیوبند کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے پوری زندگی آریہ سماجی اور ہندو احیاء پرستی کے مقابلہ میں لگائی، اور تحریک ندوۃ العلماء کے مؤسس حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ نے عیسائیت اور قادیانیت کے رد کو اپنی زندگی کا مشن بنایا، یہ فضلاء کے لئے خاموش پیغام ہے کہ ان کی توجہ کا اولین ہدف دفاع اسلام ہونا چاہئے اور اس کے لئے انگریزی زبان، مغربی افکار اور مغربی اور ہندوستانی تاریخ سے واقف ہونا ضروری ہے۔

عصری علوم سے واقفیت کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے فضلاء عصری درسگاہوں اور بالخصوص انگلش میڈیم اسکولوں میں بہتر طور پر کسی احساس کمتری کے بغیر اسلامیات کی تعلیم دے سکتے ہیں، یہ ایک اہم کام ہے، اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کام کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے، اللہ کا شکر ہے کہ مسلم مینجمنٹ کے تحت چلنے والے اداروں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے، اور وہاں اسلامیات کی تعلیم کے لئے ایسے اساتذہ کی ضرورت پڑ رہی ہے جو انہیں انگریزی زبان میں دینی تعلیم دے سکیں، اردو زبان میں اگر انہیں تعلیم دی جائے تو اول تو بہت سے طلبہ اسے سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں، دوسرے: چونکہ اس وقت انگریزی زبان کا جادو پورے ماحول پر اثر انداز ہے؛ اس لئے طلبہ اردو زبان میں ہونے والی تعلیم کو قدر ووقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے اور خود مدرس میں بھی احساس کمتری پیدا ہو جاتا ہے۔

اسی سے قریب تر چوتھا فائدہ یہ ہے کہ اگر علماء انگریزی زبان سے واقف ہوں تو وہ بہتر طور پر نئی نسل سے مخاطب ہو سکتے ہیں، یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے دینی مدارس اور علماء کا طبقہ عربی وفارسی آمیز الفاظ نیز علمی اصطلاحات سے بوجھل جس طرح کی اردو بولتا ہے، وہ اکثر نئی نسل کی سمجھ سے باہر ہوتی ہے، بہت سے نوجوان عقیدت کے جذبہ اور ادب کے تقاضے سے سر جھکا کر بظاہر توجہ کے ساتھ ہم جیسوں کی بات سنتے ہیں؛ لیکن پھر اگر وہ کوئی سوال کریں تو اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ہمارے خطاب کی بنیادی باتوں کو بھی نہیں سمجھ پائے؛ اس لئے یہ بات بہت ضروری ہو گئی ہے کہ خود مسلمانوں میں دعوت واصلاح کے کام کے لئے علماء انگریزی زبان سیکھیں، اور انگریزی آمیز اردو میں اپنی بات نئی نسل کے سامنے پیش کریں۔

ان فوائد کے علاوہ اس بات کی بھی توقع ہے کہ اگر علماء عصری علوم سے واقف ہوں تو وہ اسلامی ماحول اور دینی تربیت کے ساتھ عصری تعلیم کے ادارے قائم کر سکیں گے، نیز اِس وقت دینی مدارس کی طرف آنے کا رجحان جس تیزی سے کم ہو رہا ہے، اور بڑے مرکزی مدارس کے علاوہ اکثر دینی درسگاہوں میں طلبہ کی تعداد گھٹتی جا رہی ہے، اس کا بھی تدارک ہوگا، اور جب والدین دیکھیں گے کہ ان مدارس میں بھی ہمارے بچے دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کو حاصل کر رہے ہیں، تو ان شاء اللہ مدارس کی طرف رجحان بڑھے گا۔

دینی مدارس کے نصاب میں عصری علوم اور انگریزی زبان داخل کرنے کے بعض منفی پہلو بھی ہیں، اور اس سلسلہ میں دو باتیں خاص طور پر اہم ہیں: ایک یہ کہ جن اداروں میں اس کا تجربہ کیا جا رہا ہے، وہاں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایسا نصاب پڑھنے والے طلبہ نہ اچھے عالم بن سکے اور نہ عصری علوم میں کوئی کمال حاصل کر سکے، یہ ایک بجا شکوہ ہے؛ لیکن اگر غور کیا جائے تو اس بیماری کا علاج کیا جا سکتا ہے، اصل میں جن لوگوں نے اس طرح کے نصاب بنائے ہیں، عام طور پر ان کا تعلق عصری علوم سے تھا، انہوں نے نصاب میں توازن کا خیال نہیں رکھا، وہ اس بات پر کما حقہ توجہ نہیں دے سکے کہ کسی نصاب کے کامیاب ہونے کے لئے صرف یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ اچھے مضامین پر مشتمل ہو؛ بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ قابل عمل ہو، اگر مدارس اسلامیہ کے مروجہ نصاب کے تمام مضامین کے ساتھ ساتھ عصری درسگاہوں کا مروجہ پورا نصاب پڑھانے کی کوشش کی گئی تو یہ غیر متوازن نصاب ہوگا، اور یقیناً مفید کے بجائے مضر ہو جائے گا، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے بعض معترضین کے جواب میں اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے ''زمانۂ واحد میں علوم کثیرہ کی تحصیل سب علوم کے حق میں باعث نقصانِ استعداد رہتی ہے''؛ لیکن اگر عصری مضامین کو توازن کے ساتھ شامل کیا جائے اور ایسا نصاب نہ ہو جو طلبہ کے لئے ناقابل برداشت بوجھ بن جائے تو ان نقصانات سے بچا جا سکتا ہے؛ چنانچہ گذشتہ چودہ پندرہ سالوں سے برصغیر کے بعض مدارس میں اس کا کامیاب تجربہ کیا جا رہا ہے، اور اس کے بہتر نتائج سامنے آ رہے ہیں۔

دوسرا منفی پہلو یہ ہے کہ دینی مدارس کے بعض فضلاء جب عصری تعلیمی اداروں میں جاتے ہیں تو ان کی شکل وصورت اور سوچ بدل کر رہ جاتی ہے، اور مدارس کی سالہا سال کی محنت رائیگاں ہو جاتی ہے؛ لیکن اگر غور کیا جائے تو اس کے دو بنیادی اسباب ہیں: ایک یہ کہ مدارس کے یہ فضلاء انگریزی زبان اور عصری علوم سے بالکل ہی نابلد ہوتے ہیں؛ اس لئے جب وہ عصری اداروں میں جاتے ہیں تو احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں، وہ ایک طرح کی مرعوبیت کا شکار بن جاتے ہیں، اور یہ انسانی فطرت ہے کہ جب آدمی کسی شخص یا حلقہ سے مرعوب ہوتا ہے تو اس کو اپنی ہر چیز حقیر نظر آنے لگتی ہے، اور وہ چاہتا ہے کہ وہ اس کی ہر ایک چیز کو اپنا لے، خواہ وہ اچھی ہو یا بُری، اگر مدارس کے فضلاء پہلے سے ایک حد تک عصری علوم سے واقف ہوں تو وہ ان شاء اللہ اس صورت حال سے محفوظ رہیں گے، ادھر کچھ عرصہ سے مختلف مدارس میں فراغت کے بعد انگریزی زبان کا کورس شروع ہوا ہے، یہ فضلاء ماشاء اللہ اپنی پوری پہچان کے ساتھ عصری اداروں میں داخل ہو رہے ہیں، اور وہ نہ صرف احساسِ کمتری سے محفوظ ہیں؛ بلکہ ان کی خود اعتمادی میں اضافہ ہوا ہے، دوسرے اگر کوئی طالب علم آٹھ سال دس سال پڑھ کر عصری تعلیم کے اداروں میں جائے اور وہ چند مہینوں میں تبدیل ہو جائے تو مدارس کے ذمہ داران کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے نظام تربیت کا بھی جائزہ لے کہ ضرور ہمارے نظام تربیت میں کچھ کمی پائی جاتی ہے اور اس کی اصلاح کریں، اس لئے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دینی مدارس میں انگریزی زبان اور عصری تعلیم کے بعض منفی پہلو بھی سامنے آئے ہیں؛ لیکن وہ ناقابل علاج نہیں ہیں، ہم بہتر تعلیم وتربیت کے ذریعہ ان کا تدارک کر سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

تزکیہ واحسان سے معرفت ملتی ہے

پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

ہر سالک جو نسبت حاصل کرنے کی تمنا رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ مندرجہ ذیل باتوں پر پابندی سے عمل کرنے کی کوشش کرے۔ اللہ رب العزت سے امید ہے کہ وہ جلد ہی اپنی مراد کو پہنچے گا۔

وضو پر مداومت: پاکیزگی اور طہارت اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" ان اللّٰہ یحب التوابین و یحب المتطھرین " بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین کی بنیاد پاکی پر ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ طہارت نصف ایمان ہے۔ نسبت کا نور حاصل کرنے کے لیے شرط اول پاکیزگی ہے۔ تصوف وسلوک کی ساری محنت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ باطن کو پاک وصاف کیا جائے، لیکن اس کی ابتداء ظاہر کی پاکیزگی سے شروع ہوتی ہے۔ جو سالک جس قدر ظاہری طہارت کا اہتمام کرے گا اس کا عکس اس کے باطن پر پڑے گا، جس سے باطن کی صفائی کا معاملہ آسان ہو جائے گا۔ اسی لیے مشائخ طریقت سالکین کو ہمیشہ باوضو رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام بھی مومنین کو ہمیشہ باوضو رہنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے، فرمایا" الوضوء سلاح المؤمن "وضو مومن کا ہتھیار ہے۔ مزید فرمایا کہ وضو پر وضو کرنا نور علی نور ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام ہر وقت باوضو رہتے تھے بلکہ آپ تو وضو کا اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ آپ نے تیمم فرمایا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ سامنے پانی موجود ہے، آپ وہاں جا کر وضو فرمالیں۔ آپ نے فرمایا کہ معلوم نہیں وہاں تک پہنچ پاؤں گا کہ نہیں (یعنی موت نہ آجائے، اس لیے میں نے پہلے تیمم کرلیا، امام غزالیؒ فرمایا کرتے تھے کہ تم اپنے قلبی احوال پر نظر ڈالو تو تمہیں وضو سے پہلے اور وضو کے بعد کی حالت میں واضح فرق نظر آئے گا اور یہ بات بار بار مشاہدہ کی گئی کہ جو سالک بھی اپنے سونے جاگنے، کھانے پینے اور معمولاتِ شب و روز میں وضو کا اہتمام کرتا ہے، اس کی قلبی کیفیت میں بہت جلد ترقی ہوتی ہے۔ وضو کی برکت سے ایک نور اور سکینہ اس کے دل پر نازل ہوتی ہے جو مومن کو جمعیت قلب عطا کرتی ہے اور وساوس شیطانیہ سے بچنے میں معاون ثابت ہوتی ہے، اسی لیے تو وضو کو مومن کا ہتھیار کہا گیا ہے، حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ اپنے مریدین کو تلقین فرمایا کرتے تھے کہ ہر وقت باوضو رہنے کی مشق کریں۔ ایک مرتبہ آپ مطبخ میں تشریف لائے تو مہمانوں کے سامنے دستر خوان بچھایا جا چکا تھا۔ آپ نے سب کو مخاطب کر کے فرمایا" فقیرو! ایک بات دل کے کانوں سے سنو، جو کھانا تمہارے سامنے رکھا گیا ہے، اس کی فصل جب کاشت کی گئی تو وضو کے ساتھ، پھر جب اس کو پانی لگایا گیا تو وضو کے ساتھ، اس کو کاٹا گیا تو وضو کے ساتھ، گندم کو بھوسے سے جدا کیا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر گندم کو چکی میں پیس کر آٹا بنایا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر اس آٹے کو گوندھا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر اس کی روٹی پکائی گئی تو وضو کے ساتھ، وہ روٹی آپ کے سامنے دستر خوان پر رکھی گئی تو وضو کے ساتھ، کاش کہ آپ لوگ اس کو وضو سے کھا لیتے"۔

دوام ذکر: ظاہری طہارت کے ساتھ دل کی طہارت بھی ضروری ہے۔ ہمارا مقصود اللہ سے تعلق بنانا اور اللہ کو دل میں بسانا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کسی ایسے دل میں آنا پسند نہیں کرتے جو گند خانہ بنا ہوا ہے۔ لہذا دل کی صفائی ضروری ہے تاکہ دل ذکر الٰہی سے منور ہو جائے اور اس میں معرفت الٰہی کی استعداد پیدا ہو جائے اس کے لیے وقوف قلبی کی مشق بتائی جاتی ہے۔ وقوف قلبی یہ ہے کہ ہر گھڑی، ہر آن یہ رکھنا ہے دھیان کہ میرا دل کر رہا ہے اللہ اللہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں' فاذکروا اللّٰہ قیاماً وقعوداً وعلی جنوبھم "اللہ کو یاد کرو کھڑے اور لیٹے اور بیٹھے ہوئے، معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی یاد طالبین اور محبین پر ہر حال میں فرض ہے، وقوف قلبی میں اسی بات کی مشق کی جاتی ہے کہ انسان کا کوئی لمحہ بھی اللہ کی یاد سے غفلت میں نہ گزرے۔ انسانی فطرت تو یہ ہے کہ دل ہر وقت کسی نہ کسی سوچ اور فکر میں ہوتا ہے۔ وقوف قلبی میں یہ کوشش کی جاتی ہے کہ لایعنی سوچوں سے دل کو ہٹا کر یاد الٰہی میں لگایا جائے۔ شروع میں یہ کام ذرا مشکل لگتا ہے، لیکن مسلسل توجہ اور محنت سے آسان ہو جاتا ہے، پھر تو یہ حال ہو جاتا ہے کہ انسان تو کام کاج میں مصروف رہتا ہے، لیکن دل اللہ کی یاد میں مشغول ہوتا ہے، اسے کہتے ہیں دست بہ کار دل بہ یار جب ذکر کی کثرت کی جاتی ہے تو ذکر دل میں قرار پاتا ہے، اس کے بعد انسان کو اللہ تعالیٰ کا ایک دائمی حضور نصیب ہوتا ہے، کیونکہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں' انا جلیس من ذکرنی "جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہم جلیس ہوتا ہوں، تو ایسے شخص کی روحانی ترقی کا کیا عالم ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی نصیب ہو جائے۔ وہ شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غذا اور قوت پاتا ہے اور قرب الٰہی کے سفر پر ہر آن گامزن رہتا ہے حتیٰ کہ واصل باللہ ہو کر ایک حیات جاوداں سے شرف یاب ہوتا ہے اسی لیے کہتے ہیں کہ وقوف قلبی بارگاہ حق تک پہنچنے کا چور دروازہ ہے جو سالکین اس کے لیے کوشش کرتے ہیں اور اپنے دل کی مسلسل نگہداشت کرتے ہیں وہ بہت جلد نسبت کے نور سے شرفیاب ہوتے ہیں۔

اسباق کی پابندی: سالک جب کسی شیخ سے بیعت ہوتا ہے تو شیخ اسے کچھ اسباق و معمولات بتاتے ہیں جن پر باقاعدگی سے عمل کرنے سے سالک وصول الی اللہ کی منزلیں طے کرنے لگتا ہے اس کی زندگی میں خود بخود ایک اسلامی، ایمانی، قرآنی انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ محبت الٰہی اس طرح انگ انگ میں سما جاتی ہے کہ آنکھ کا دیکھنا، زبان کا بولنا اور پاؤں کا چلنا بدل جاتا ہے۔ سالک یوں محسوس کرتا ہے کہ میرے اوپر منافقت اور دورنگی کا غلاف چڑھا ہوا تھا جو اُتر گیا ہے اور اندر سے ایک سچا انسان نکل آیا ہے اگر وہ باقاعدگی سے شیخ کی دی گئی ہدایات کے مطابق ان اسباق کو کرتا رہے تو بہت جلد نسبت کی نعمت حاصل کر لیتا ہے۔ سالکین کو چاہیے کہ وہ اسباق کو باقاعدگی سے کرتے رہیں اور کسی بھی صورت میں معمولات کا ناغہ نہ کریں تاکہ بیعت وارادت کا جو مقصد ہے وہ حاصل ہو جائے۔ اللہ جزائے خیر دے ہمارے مشائخ کو کہ انہوں نے اسباق کا ایسا نصاب بنا دیا ہے کہ ہر ہر سبق پر سالک کی خاص باطنی کیفیات کو عروج نصیب ہوتا ہے حتیٰ کہ ایک وقت آتا ہے کہ وہ صاحب نسبت بن جاتا ہے۔

مجاہدۂ نفس: نفس انسانی خواہشات ولذات کا دلدادہ ہوتا ہے۔ یہ یہی چاہتا ہے کہ عیش وعشرت میں پڑا رہے اور خواہشات کے پیچھے لگا رہے۔ اگر اس کی خواہشات بلا روک ٹوک پوری ہوتی رہیں تو نفس تو موٹا اور قوی ہو جاتا ہے لیکن روح کمزور ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان عالم امر کے انوارات کو جذب کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے، لہذا مشائخ تصوف سالکین کو مجاہدات اور ریاضات کی بھٹی سے گزارتے ہیں تاکہ رذائل نفس کی اصلاح ہو جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے **قد افلح من تزکی** "فلاح پا گیا وہ جس نے اپنا (نفس کا تزکیہ کیا) ایک جگہ اور فرمایا و **اما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی** "اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکا، پس اس کا ٹھکانہ جنت ہے"، جس طرح کوئی مریض کسی ڈاکٹر کے پاس علاج کروانے جائے تو ڈاکٹر اسے دوا بھی دیتا ہے اور کچھ چیزوں سے پرہیز بھی بتاتا ہے۔ اگر مریض دوا تو استعمال کرے لیکن پرہیز نہ کرے تو شفا کا ملنا مشکل ہے۔ اسی طرح ایک سالک کے لیے ذکر واذکار اور اسباق و معمولات مثل دوا کے ہیں اور مجاہدات نفس مثل پرہیز کے ہیں، اگر وہ اسباق تو کرتا رہے لیکن پرہیز نہ کرے تو نسبت کا حصول دشوار ہوگا۔ جس طرح مریض کو پرہیز میں ڈاکٹر بعض ایسی غذائیں بھی روک دیتا ہے جو ایک تندرست آدمی کے لیے قوت بخش اور مفید ہوتی ہیں۔ اسی طرح سالک کو شیخ بعض اوقات مجاہدہ نفس کے طور پر بعض مباح چیزوں سے بھی روک دیتا ہے جو اگرچہ شریعت میں حلال اور جائز ہوتی ہیں۔ مجاہدہ نفس کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) قلت طعام (۲) قلت منام (۳) قلت کلام (۴) قلت اختلاط

قلت طعام: قلت طعام کا مطلب ہے کم کھانا اور بھوکا رہنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور اولیائے امت کا شعار رہا ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد ہے "تفکر کرنا نصف عبادت ہے اور کم کھانا پوری عبادت ہے ایک اور جگہ پر فرمایا اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ افضل وہ ہے جو بہت تفکر کرے اور بہت بھوکا رہے اور اللہ کا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو بہت کھائے پیئے اور زیادہ سوئے۔

قلت منام: قلت منام کا مطلب ہے کم سونا۔ زیادہ سونا انسان کی غفلت اور بے فکری کو ظاہر کرتا ہے۔ حکماء کہتے ہیں کہ زیادہ سونے میں زیادتی غفلت، قلت عقل، نقصان ذہن اور قساوت قلبی پائی جاتی ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ زیادہ سونے سے عمر کم ہو جاتی ہے۔ فرض کریں جو بندہ دن رات میں آٹھ گھنٹہ سوتا ہے اور اگر اس کی عمر ساٹھ سال ہے تو گویا اس نے بیس سال سونے میں ضائع کر دیئے اور اس کی عمر چالیس سال رہ گئی۔ اسی لیے نیند کو موت کی بہن کہا گیا ہے، کیونکہ اس میں بھی بندے پر ایک عارضی غفلت طاری ہو جاتی ہے۔ نیند کم کرنے اور زیادہ جاگنے سے ملکوت آسمانی کے مکشوفات ہوتے ہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ طویل شب بیداری سے غلبہ نیند میں مکاشفہ، مشاہدہ اور قربت اور ورود حاصل ہوتا ہے اور ابدال کی صفت یہ ہے کہ ان کا کھانا فاقہ اور ان کی نیند غلبہ اور ان کا کلام ضرورت ہے۔

قلت کلام واختلاط: قلت کلام یعنی خاموشی عقل کو روشن کرتی ہے اور حکمت سکھاتی ہے اور تقویٰ پیدا کرتی ہے۔ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بندے کو تاویل صحیح اور علیم قوی عطا فرماتے ہیں جو اس کی نجات کا ذریعہ بنتا ہے، قلت اختلاط یعنی خلوت دل کو مخلوق سے فارغ کرتی ہے اور فکر کو خالق کے لیے جمع کرتی ہے اور عزم کو ثابت قدمی عطا کرتی ہے، کیونکہ لوگوں سے میل جول میں عزم کمزور اور فکر میں انتشار اور نیت میں کھوٹ پیدا ہوتا ہے، کلام اور اختلاط میں قلت تو ہو، ترک نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گفتگو اور مصاحبت جس سے اخروی فائدہ ہو اس کو اختیار کریں اور لایعنی کو چھوڑ دیں، اس سے انسان کی وہ تمام ذمہ داریاں بھی ادا ہو سکیں گی جو انسان پر فرض ہوتی ہیں۔

عاجزی وانکساری: نسبت حاصل کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ یہ ہے کہ بندہ عاجزی وانکساری کو اختیار کرے" و **من تواضع للّٰہ رفعہ اللّٰہ** "جو جتنا اپنے آپ کو مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلندی عطا فرماتا ہے، کسی نے حضرت تھانویؒ سے پوچھا کہ تصوف کیا ہے، فرمایا اپنے آپ کو مٹا دینے کا نام تصوف ہے، تصوف کا سب سے پہلا سبق یہی ہے کہ بندہ اپنے آپ کو مٹائے اور جھکائے۔

انسان اپنی حیثیت کو پہچانے جس قدر اس پر اپنی اوقات ظاہر ہوگی اتنا ہی اس کے اندر سے میں، ختم ہوگی اور دید قصور نصیب ہوگا۔ سالک جب اپنی ہستی کو مٹا دے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انوار و برکات کی بارش ہونے لگے گی۔ جس طرح پانی ہمیشہ بلندی سے پستی کی طرف آتا ہے اسی طرح نسبت کے کمالات اسی شخص کو ملتے ہیں جس نے اپنے آپ کو جھکایا ہوتا ہے جو جس قدر اپنے آپ کو جھکائے گا اسی قدر نور نسبت کا بہاؤ اس کے دل کی طرف اُمڈا چلا جائے گا، اپنے آپ کو مٹانے کی بہترین مثال تو صدیق اکبر کی زندگی میں ملتی ہے۔ محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو صدیقیت کی بشارت دیتے ہیں، عشرہ مبشرہ میں ان کے تذکرے فرماتے ہیں۔ احد سے کہتے ہیں کہ احد تو کیوں ہلتا ہے؟ تیرے اوپر صدیق ہے۔ اپنی حیات مبارکہ میں ان کو مصلے پر کھڑا فرماتے ہیں، ہجرت کے وقت رفیق سفر بناتے ہیں مگر اس سب کچھ کے باوجود صدیق اکبر کی یہ حالت تھی کہ جب اپنے آپ پر نظر ڈالتے تو کانپ اٹھتے، رو پڑتے اور رو رو کر کہتے، کاش میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا، کاش میں کسی مومن کے بدن کا بال ہوتا، کاش! میں کوئی پرندہ ہوتا، کاش میں کوئی گھاس کا تنکا ہوتا جسے کوئی جانور ہی کھا لیتا۔

اتباع سنت: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ** "آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا"۔ ہر عاشق صادق جو کچھ تگ و دو کرتا ہے، فقط اس لیے کہ وہ اپنے محبوب کے ہاں قبولیت پا جائے اور اسے محبت کا التفات نصیب ہو جائے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ کے عاشقوں اور طالبوں کو ایک عجیب دل افروز بشارت سنا دی گئی۔ فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو چاہتے ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو، ان کی سنتوں کو اختیار کر لو میں تمہیں اپنا محبوب بنالوں گا۔ ایک طالب علم کے لیے کس قدر اعزاز کی بات ہے کہ وہ طالب سے مطلوب بن جائے۔ اللہ رب العزت کی محبوب ترین ذات ایک ہی ہے اور وہ آنحضرت کی ذات مبارکہ ہے، جو جس قدر سنت پر عمل کرنے والا ہوگا اسی قدر اس میں محبوبیت زیادہ ہوگی، ہمیں چاہیے کہ ہم نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی ہر ہر سنت پر انتہائی محبت کے ساتھ عمل کریں۔ سر کے بالوں سے لے کر پاؤں تک ہم محبوب کی سنتوں کو لاگو کر دیں اور ان کی ہر ہر ادا کو عمل میں لائیں جو جس قدر ان کے نمونے کی کامیاب نقل اتار لے گا وہ اتنا ہی زیادہ رب العزت کا محبوب بن جائے گا۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد اسعداللہ قاسمی

متحدہ عرب امارات کا افغانستان زلزلہ زدگان کے لیے ہنگامی غذائی امداد روانہ

امارات کی سرکاری خبر رساں ایجنسی وام کے مطابق امارات نے مغربی افغانستان کے صوبے ہرات میں زلزلہ متاثرین کے لیے 33 ٹن غذائی اشیاء کی پہلی کھیپ بھیجی ہے، غذائی امداد امارات کے متعدد امدادی اداروں نے مشترکہ مہم کے ذریعے جمع کی تھی، ان میں اماراتی ہلال احمر، زاید فاؤنڈیشن اور خلیفہ بن زاید آل نہیان فاؤنڈیشن قابل ذکر ہیں، امدادی سامان دفتر خارجہ کے تعاون سے بھیجا گیا ہے، امارات کے معاون وزیر خارجہ سلطان الشامسی نے کہا کہ ’ہرات میں غذائی اشیا اور ادویہ کی شدید قلت ہے، زلزلے سے مقامی باشندے بڑے پیمانے پر متاثر ہوئے ہیں خصوصاً خواتین، بچوں اور بوڑھوں کو فوری مدد کی ضرورت ہے‘‘ (اردو نیوز)

لندن کے لوٹن ائیرپورٹ پر اچانک آگ بھڑک اٹھی، پروازیں معطل

لندن کے لوٹن ائیرپورٹ پر اچانک آگ بھڑک اٹھی جس کے سبب تمام پروازیں معطل کردی گئیں، غیر ملکی میڈیا کے مطابق آگ کار پارکنگ میں لگی جس کی وجہ سے ائیرپورٹ کے ٹرمینل 2 تک پہنچنا ناممکن ہوگیا، انتظامیہ نے لوگوں کو خبردار کیا ہے کہ وہ ائیرپورٹ آنے سے گریز کریں، حکام کے مطابق آگ ایک گاڑی میں لگی تھی جو تیزی سے پھیلی اور اس نے ائیرپورٹ کو لپیٹ میں لے لیا، حکام نے بتایا کہ آگ سے پارکنگ ایریا کا تھرڈ فلور 80 فیصد متاثر ہوا ہے تاہم گاڑی میں آگ لگنے کی وجہ معلوم نہیں ہوسکی۔ (جی نیوز)

برطانیہ کی لیبر پارٹی کے سربراہ سر کیئر اسٹارمر پر گلیٹر پھینکا گیا

دوران تقریب چمکدار مواد پھینکے جانے کے بعد سر کیئر اسٹارمر پہلے گھبرائے پھر کوٹ اتار کر اور آستینیں چڑھا کر خطاب کیا، سر کیئر اسٹارمر کا کہنا تھا کہ ایسی چیزیں انہیں متاثر نہیں کرتیں؛ کیونکہ ایسا کرنے والے انہیں جانتے ہی نہیں، سر کیئر اسٹارمر پر گلیٹر پھینکنے والے شخص کا کہنا تھا کہ اصل جمہوریت وہ ہوتی ہے جس میں قیادت شہری کریں، سر کیئر اسٹارمر پر گلیٹر پھینکنے سے لیبر پارٹی لیڈر کی سکیورٹی پر سوالات کھڑے ہوگئے (جی نیوز)

امارات کی فلسطینیوں کے لیے 20 ملین ڈالر کی ہنگامی امداد

متحدہ عرب امارات کے صدر شیخ محمد بن زاید آل نہیان نے فلسطینیوں کے لیے 20 ملین ڈالر کی ہنگامی مدد جاری کی ہے، امارات کے سرکاری خبر رساں ادارے وام کے مطابق امارات نے امداد کا فیصلہ فلسطینی بھائیوں کو درپیش مشکل انسانی حالات کے پیش نظر کیا ہے، یہ امداد فلسطینی پناہ گزینوں کی مدد کیلیے اقوام متحدہ کی ریلیف اینڈ ورکس ایجنسی (اونروا) کے توسط سے پیش کی جائے گی، یاد رہے کہ اس سے قبل اردن میں کویتی سفیر حمد المری نے فلسطینی پناہ گزینوں کی مدد کے لئے اقوام متحدہ کی ریلیف اینڈ ورکس ایجنسی (اونروا) کو دو ملین ڈالر کا چیک دیا تھا، کویتی سفیر کا کہنا تھا کہ ’اونروا کی مالی اعانت کا مقصد فلسطینی پناہ گزینوں کے حوالے سے اپنے فرض کی ادائیگی ہے، اونروا فلسطینی پناہ گزینوں کی سماجی سلامتی، صحت نگہداشت اور تعلیم جیسی بنیادی ضروریات کی فراہمی میں کلیدی کردار ادا کر رہی ہے‘‘ (اردو نیوز)

امریکہ نے فلسطین کے مفادات اور آزادی کو نظر انداز کیا: روسی صدر پوتن

اسرائیل اور حماس کے درمیان خونریز تنازعہ جاری ہے، دریں اثناء روسی صدر ولادیمیر پوتن نے منگل کو کہا کہ اسرائیل اور فلسطینیوں کے درمیان حالیہ تشدد سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں امریکی پالیسی ناکام ہو چکی ہے اور فلسطینیوں کی ضروریات پر کوئی توجہ نہیں دی گئی، رائٹرز کی رپورٹ کے مطابق پوتن کے ترجمان دمتری پیسکوف نے کہا کہ کریملن دونوں متحارب فریقوں کے ساتھ رابطے میں ہیں اور تنازع کو حل کرنے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہتا ہے، پیسکوف نے خبردار کیا کہ تنازعہ دوسرے علاقوں میں پھیلنے کا خطرہ ہے، پوتن نے کہا ’’میرے خیال میں بہت سے لوگ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ یہ مشرق وسطیٰ میں امریکہ کی پالیسی کی ناکامی کی ایک روشن مثال ہے، واشنگٹن نے امن کی کوششوں پر اجارہ داری قائم کرنے کی کوشش کی ہے اور وہ عملی سمجھوتہ کرانے میں ناکام ہوگیا ہے‘‘ انہوں نے کہا کہ امریکہ نے فلسطینیوں کے مفادات کو نظر انداز کیا ہے، انہوں نے مشرق وسطیٰ امن عمل میں روس کے اپنے کردار کا کوئی ذکر نہیں کیا (ایجنسی)

سعودی عرب نے حج ٹور آپریٹر کم کرنے کیلئے مختلف ممالک کو خطوط لکھا

سعودی وزارت حج نے ولی عہد محمد بن سلمان کے ویژن 2030ء کے مطابق حج کے نظام کو دنیا بھر میں نئی طرز پر متعارف کرانے کیلئے حج مشن رکھنے والے تمام ممالک کو پرائیویٹ حج اسکیم کے ٹور آپریٹرز کی تعداد کم کرنے کے پلان پر عملدرآمد شروع کرنے کے لئے خطوط لکھے گئے ہیں، پاکستان کے بعد بنگلہ دیش، انڈیا، نائیجیریا کو بھی خط موصول ہوا ہے، معلوم ہوا ہے تاہم اکثر ممالک نے پرائیویٹ حج اسکیم کے نظام میں فوری طور پر یکدم کسی قسم کی تبدیلی سے معذرت کرتے ہوئے اس پروگرام کو ملتوی کرنے اور باہم مشاورت سے فیصلے کرنے کی درخواست کی ہے (نیوز ایجنسی)

غلط معلومات پھیلانے کے الزام پر میٹا یعنی فیس بک کو یوروپی یونین کی تنبیہ

یورپی یونین نے اسرائیل پر حماس کے حملے کے بعد میٹا کے پلیٹ فارم پر غلط معلومات پھیلانے کا الزام لگایا ہے اور اس کے سی ای او مارک زکر برگ کو متنبہ کیا کہ وہ یورپی قانون کی تعمیل کریں اور 24 گھنٹے کے اندر اس کا جواب دیں، یورپی یونین نے بدھ کے روز میٹا کے سی ای او مارک زکر برگ کو متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ اسرائیل پر حماس کے حملے کے بعد اپنے پلیٹ فارمز پر شائع ہونے والی غلط معلومات کو فوراً ہٹا دیں اور اگر اس کے پلیٹ فارمز یورپی قانون کی تعمیل نہیں کرتے تو اسے جرمانہ ادا کرنا ہوگا، یورپی کمشنر تھیئری بریٹن نے مارک زکر برگ کو لکھے گئے ایک خط میں کہا کہ میٹا کے پاس اس سلسلے میں جواب دینے اور یورپی قانون پر تعمیل کرنے کے لیے 24 گھنٹے کا وقت ہے۔ (ایجنسی)

تعلیم و روزگار

حزب اللہ اسمارٹ، اسرائیلی وزیر دفاع احمق ہیں، ٹرمپ کا طنز

امریکہ کے سابق صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے لبنان کی مزاحمتی تنظیم حزب اللہ کو انتہائی اسمارٹ جبکہ اسرائیلی وزیر دفاع کو احمق قرار دیا ہے، ڈونلڈ ٹرمپ نے ریلی سے خطاب میں کہا کہ اسرائیلی وزیر دفاع کے بظاہر اوسان خطا تھے اور وہ کہہ رہے تھے کہ انہیں امید ہے کہ حزب اللہ شمال سے حملہ نہیں کرے گا مگر اسی سمت سے اسرائیل پر حملہ ہوا، ٹرمپ نے کہا کہ جو اسرائیل میں ہوا وہ پہلے کسی نے دیکھا تک نہ تھا، سابق صدر نے الزام لگایا کہ حماس کے ان حملوں کے پیچھے ممکنہ طور پر ایران ہے، ٹرمپ نے ساتھ ہی اسرائیلی وزیر اعظم بن یامین نیتن یاہو پر طنز کیا کہ وہ یہ بات کبھی نہیں بھلا پائیں گے کہ نیتن یاہو نے ایرانی کمانڈر میجر جنرل قاسم سلیمانی کو سن دو ہزار بیس میں نشانہ بنانے کے معاملے پر انہیں مایوس کیا تھا (ایجنسی)

اب بورڈ کے امتحانات میں سال میں دوبار بیٹھنا ضروری نہیں ہے

Board Exam 2024: بورڈ کے امتحان میں شرکت کرنے والے طلباء کے لیے خوشخبری ہے کہ اب بورڈ کے امتحانات میں سال میں دوبار بیٹھنا ضروری نہیں ہے، وزیر تعلیم نے ایک انٹرویو میں یہ اطلاع دی، طلباء اپنی پسند کے مطابق امتحان میں اسے اختیاری طور پر منتخب کر سکتے ہیں، وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان نے پی ٹی آئی کو دیے گئے ایک انٹرویو میں کہا کہ ’’طلباء کے لیے 10 ویں اور 12 ویں جماعت کے امتحانات میں سال میں دوبار حاضر ہونا لازمی نہیں ہوگا، یہ مکمل طور پر اختیاری ہوگا اور اس کا بنیادی مقصد ایک موقع کے خوف کی وجہ سے ان کے تناؤ کو کم کرنا ہے‘‘، اس سے قبل وزارت تعلیم نے کہا تھا کہ دو بورڈ امتحانی نظام دوبارہ شروع ہونے جا رہا ہے، طلباء کو ’’وقت اور موقع‘‘ دونوں دینے کے لیے آخری امتحان سال میں دوبار لیا جائے گا، انہوں نے کہا کہ جب وہ تیار محسوس کریں گے تو وہ دے سکتے ہیں، نیشنل کریکولم فریم ورک برائے اسکول ایجوکیشن 2023 میں، NCERT نے کہا کہ یہ ایک ’’جامع ٹیسٹنگ آئٹم بینک‘‘ بنانے سے ممکن ہوگا، جس کا استعمال مناسب سافٹ ویئر کا استعمال کرتے ہوئے ٹیسٹنگ بنانے کے لیے کیا جاسکتا ہے، اس میں کہا گیا ہے کہ یہ مستقبل قریب میں NEP میں تصور کردہ آن ڈیمانڈ امتحانات کے نظام کی طرف بڑھنے کے قابل بنائے گا، بورڈز کے موجودہ نظام کے بارے میں NCF کا کہنا ہے کہ سال میں ایک امتحان کے ساتھ طلبہ کو تیار ہونے پر اسے دینے کا موقع نہیں ملتا یا اگر پہلا موقع چھوٹ جاتا ہے تو اسے کلیئر کرنے کا دوسرا موقع نہیں ملتا، بورڈ کے امتحانات کے موجودہ چیلنجوں کے بارے میں، NCF نے کہا تھا کہ یہ صرف ’’طلباء کی سیکھے گئے حقائق کو دوبارہ پیش کرنے کی صلاحیت‘‘ پر توجہ مرکوز کرتا ہے، جو امتحانات کے بارے میں نہیں ہے، NCF نے کہا کہ بورڈ قابلیت کی کامیابیوں کا اندازہ لگانے کے لیے ایک منصفانہ اور قابل اعتماد جانچ کے عمل اور طریقوں کو ڈیزائن اور نافذ کرنے کا ذمہ دار ہوگا، فریم ورک یہ بھی تجویز کرتا ہے کہ 11 ویں اور 12 ویں کلاس میں طلباء کو دو زبانیں پڑھنی ہوں گی اور ان میں سے ایک ہندوستانی زبان ہونی چاہیے، کہا گیا ہے کہ گیارہویں اور بارہویں جماعت کے مضامین کا انتخاب آرٹس، سائنس اور کامرس جیسے اسٹریمز تک محدود نہیں رہے گا تاکہ انتخاب میں لچک پیدا ہو سکے۔

پرموشن میں ریزرویشن، بہار حکومت کا بڑا فیصلہ

وزیر اعلیٰ نتیش کمار کی صدارت میں جمعہ کی صبح سکریٹریٹ میں کابینہ کی ایک اہم میٹنگ ہوئی، کل آٹھ تجاویز کی منظوری دی گئی، بہار پولس میں زیادہ کام کا چارج دینے کا فارمولہ جو ان دنوں زیر بحث ہے، ریاست کے ماتحت دیگر محکموں میں استعمال ہو رہا ہے؛ چونکہ پرموشن میں ریزرویشن کا معاملہ سپریم کورٹ میں ہے اس لیے حکومت نے درمیانی راستہ نکال لیا ہے، اس کے ذریعے ریاست کی عظیم اتحاد حکومت نے بھی ذات پات کی مردم شماری کے بعد ایک تجربے کے طور پر بہار میں کوٹہ کے مطالبے کو لاگو کیا، ایس سی-ایس ٹی کے لیے 17 فیصد الگ رکھیں، باقی میں 17 فیصد ریزرویشن، پرموشن کے تحت اب سپریم کورٹ کے فیصلے تک ملازمین کو کوٹے کے اندر ہی کوٹہ دیا جائے گا، 2016 سے سرکاری ملازمین کی ترقیوں میں خلل پڑا ہے، عدالت میں زیر التواء کیس کی وجہ سے، ایس سی (16 فیصد) ایس ٹی (1 فیصد) کی 17 فیصد پوسٹیں محفوظ رہ جائیں گی، اس کے بعد باقی 83 فیصد کو ترقی دی جائے گی، اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ درج فہرست ذاتوں یا درج فہرست ذاتوں کی نمائندگی مناسب ہے یا نہیں، یعنی یہ دیکھا جائے گا کہ 83 فیصد میں سے 16 فیصد ایس سی اور 1 فیصد ایس ٹی کے عہدے ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو ان 83 فیصد میں سے 16 فیصد ایس سی اور 1 فیصد ایس ٹی کو ریزرویشن دیا جائے گا، اگر ان دونوں زمروں میں اتنی تعداد میں اہلکار نہیں ہیں تو اس عہدے کو ریزرو سمجھا جائے گا اور اسے خالی رکھا جائے گا، پولیس اور اساتذہ بھی اس سے مستفید ہوں گے، بہار حکومت کے اس فیصلے سے بہار کے تقریباً 5 لاکھ سرکاری ملازمین کو فائدہ ہوگا، اس کے ساتھ ہی کابینہ نے ریاست کے تمام سرکاری دانتوں کے اسپتالوں میں یکساں داخلہ فیس کرنے کی منظوری دی ہے، انڈر گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ کورسز کے لیے اندراج اور دیگر فیسیں ایک جیسی کر دی گئی ہیں، ایڈیشنل ڈسٹرکٹ پنچایت راج افسر اور ایڈیشنل چیف ایگزیکٹو آفیسر کے عہدوں کی وضاحت بہار پنچایت سروس رولز 2010 کے رولز 2، 3، 4 اور 7 میں ترمیم کے ذریعے کی جا رہی ہے، پے لیول-08 میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ پنچایت راج افسر کا عہدہ تخلیق کرتے ہوئے، ضلع پنچایت راج افسر کے پہلے عہدہ کو ضلع پنچایت راج افسر-کم-پرنسپل کی تنخواہ کی سطح-09 میں مطلع کیا جا رہا ہے، کابینہ کی میٹنگ کے بعد جاری کردہ پریس ریلیز کے مطابق، حکومت نے بہار کے طلباء کو طبی مطالعہ کی بہتر سہولیات فراہم کرنے اور خصوصی طبی سہولیات فراہم کرنے کے مقصد سے اندرا گاندھی انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز، پٹنہ کو ایک سپر اسپیشلٹی میڈیکل انسٹی ٹیوٹ کے طور پر قائم کیا ہے، اس انسٹی ٹیوٹ کے تحت 1995 میں ریجنل آئی انسٹی ٹیوٹ قائم کیا گیا تھا تاکہ آنکھوں کی دیکھ بھال کے شعبے میں ایک ٹرشیری کیئر انسٹی ٹیوٹ کے طور پر کام کیا جا سکے، جہاں آنکھوں کی پیچیدہ بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مفتی محمد سہراب ندوی

حضرت مولانا سید محمد شاہد الحسنی امین عام جامعہ مظاہر علوم سہارن پور کا وصال ایک عظیم علمی خسارہ: حضرت امیر شریعت مدظلہ

حضرت مولانا سید محمد شاہد الحسنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق امین عام جامعہ مظاہر علوم سہارن پور کی رحلت کی خبر ملی دل پر ایک چوٹ سی لگی، اور ایک گہرے صدمے سے ہم لوگ دوچار ہو گئے۔ یقیناً حضرت مولانا کی رحلت نہ صرف یہ کہ ہندوستانی مسلمانوں کا عظیم علمی خسارہ ہے، بلکہ عالم اسلام کیلئے ایک افسوس ناک خبر ہے۔ بالیقین ان کے انتقال سے امت کے درمیان ایک بڑا خلا ہو گیا، وہ عظیم علمی و روحانی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے، حضرت مولانا خانقاہ رحمانی اور امارت شرعیہ سے قلبی تعلق رکھتے تھے، حضرت مولانا محمد سید شاہد الحسنی صاحب حضرت مولانا شیخ زکریا صاحبؒ کے نواسہ تھے، اور جامعہ مظاہر علوم کے مقبول استاذ بھی تھے، مولانا نے درس وتدریس کے ساتھ ساتھ مظاہر علوم کے تمام انتظام و انصرام کو سنبھال رکھا تھا، تصنیف وتالیف کے ساتھ قوم وملت کی خدمت کو بھی بخوبی انجام دیا، یہ باتیں امارت شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ کے امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی وسجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر بہار وسکریڑی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اپنے ایک تعزیتی پیغام میں کہیں، انہوں نے ان کے اہل خانہ وجملہ اساتذہ کرام وکارکنان مظاہر علوم سہارن پور سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ ہم آپ حضرات کے غم میں برابر کے شریک ہیں، اللہ تعالیٰ مولانا کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ حضرت مولانا محمد شمشاد صاحب رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ بہار نے اظہار تعزیت کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت رحمۃ اللہ کی علمی خدمات پورے عالم میں معروف ومشہور ہے، وہ بزرگوں کی یادگار اور اپنے اسلاف کے حقیقی جانشیں تھے، ان کا علم پختہ اور وسیع تھا وہ درس وتدریس کی مہارت کے ساتھ تصنیف وتحقیق کے میدان میں ید طولیٰ رکھتے تھے، تاریخ پر ان کی گہری نظر تھی، ان کے انتقال سے امت مسلمہ کا بہت بڑا خسارہ ہے اللہ پاک امت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، آمین، امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم حضرت مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے ان کے رحلت پر غم و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مولانا محمد سید شاہد الحسنی صاحب امت مسلمہ کے ایک بڑے نامور اور جید عالم دین تھے، اور عظیم خانوادے کے چشم و چراغ تھے، اور مظاہر علوم کی عظمتوں اور ان کے علمی وتاریخی مقام کو بلند کرنے میں ان کا نمایاں رول رہا، امت مسلمہ ان کی بے لوث خدمات کو دیر تک یاد رکھے گی، اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

امارت شرعیہ کے قاضی شریعت جناب مولانا قاضی محمد انظار عالم قاسمی صاحب نے ان کے وصال پر اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مولانا سید محمد شاہد الحسنی صاحب رحمۃ اللہ نے اپنی پوری زندگی دین وشریعت کی بے مثال خدمت کرنے کے ساتھ مظاہر علوم سہارن پور کی بھی زبردست خدمت کی اور اس کو پروان چڑھایا، اور دنیا بھر میں اس ادارے کا نام مزید روشن کیا۔ اللہ پاک ان کے مقام ومرتبہ کو بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین جگہ نصیب فرمائے، آمین۔ امارت شرعیہ کے نائب ناظم جناب مولانا مفتی ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے کہا کہ مولانا نے مظاہر علوم کی خدمات اور ان کے اکابرین کی قربانیوں کو ایک تاریخی اور دستاویزی حیثیت دیکر دنیا میں متعارف کرایا، اس اعتبار سے وہ اکابرین مظاہر علوم میں انفرادی حیثیت رکھتے تھے۔ جناب مولانا مفتی محمد احکام الحق قاسمی صاحب نے کہا کہ موت ایک حقیقت ہے، جس سے سبھوں کو گذرنا ہے، حضرت مولانا کی موت سے علمی حلقوں کو بڑا صدمہ پہونچا ہے۔ حافظ محمد امتیاز رحمانی مونگیر نے کہا کہ محسن ومربی مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی علیہ الرحمہ کی خدمت کی برکت سے مولانا سے قربت ہوئی اور ان سے ملاقاتیں ہوئیں وہ خانقاہ رحمانی مونگیر اور امارت شرعیہ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور ان کی دعائیں ہم سبھوں کو حاصل تھیں، دعائیہ نشست میں امارت شرعیہ کے جملہ ذمہ داران اور کارکنان نے اظہار تعزیت کیا اور دعاء مغفرت کی، آخر میں حضرت نائب امیر شریعت صاحب کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔

مولانا آفتاب عالم مفتاحی کی زندگی نئی نسل کے لئے مشعل راہ: نائب امیر شریعت

"آفتاب جو غروب ہو گیا" کے اجرا کی تقریب سے شفیع مشہدی، امتیاز احمد کریمی اور توقیر عالم سمیت کئی دانشوروں کا خطاب

نور اردو لائبریری حسن پور گنگھٹی، ویشالی کے زیر اہتمام اتوار کو بہار اردو اکاڈمی کے کانفرنس ہال میں مولانا آفتاب عالم مفتاحی کی شخصیت اور خدمات کے موضوع پر مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کی مرتب کردہ کتاب آفتاب جو غروب ہو گیا کا اجرا عمل میں آیا۔ تقریب کی صدارت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ جھارکھنڈ کے نائب امیر شریعت حضرت مولانا شمشاد رحمانی قاسمی نے کی اور نظامت کا فریضہ سینئر صحافی ڈاکٹر ریحان غنی نے انجام دیا۔ اس موقع پر اردو مشاورتی کمیٹی کے سابق چیرمین شفیع مشہدی نے کلیدی خطبہ دیا۔ اپنی صدارتی تقریر میں مولانا شمشاد رحمانی نے کہا کہ مولانا آفتاب عالم مفتاحی کی زندگی نئی نسل کے لئے مشعل راہ اور نمونہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب انتقال کے بعد کسی کے تذکرے ہوتے ہیں تو اسے قبر تک ثواب ملتا ہے۔ مولانا شمشاد رحمانی نے کہا کہ کسی کام کو منصۂ شہود پر لانا وہی جانتے ہیں جو اس راہ کے مسافر رہ چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس طرح کی تقریبات، شخصیات کو زندہ رکھنے کا ذریع ہیں۔ انہوں نے تقریب کے انعقاد کے لیے نور اردو لائبریری کے عہدیداروں اور اراکین کا شکریہ ادا کیا۔ اپنے کلیدی خطبہ میں جناب شفیع مشہدی نے کہا کہ یہ ہر لحاظ سے بہترین کتاب ہے اس کا مطالعہ ہر کسی کو کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ جو قومیں اپنے اسلاف کو فراموش کر دیتی ہیں زمانہ انہیں بھی فراموش کر دیتا ہے۔ شفیع مشہدی نے کہا کہ مولانا آفتاب عالم مفتاحی اپنی تحریروں اور عمل میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ بہار پبلک سروس کمیشن کے رکن امتیاز احمد کریمی نے کہا کہ ویشالی کی سرزمین ایسی ہے جہاں علم وادب چراغ ہمیشہ روشن رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آفتاب عالم صاحب کو اس لیے یاد کیا جا رہا ہے کہ وہ علم والے تھے۔ اس لیے نئی نسل کو علم والا بنانے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ پیسوں سے ڈگری حاصل کی جا سکتی ہے علم نہیں حاصل کیا جا سکتا۔ آنے والی نسلوں کی تعلیٰ کا نظم کرنا ہماری ذمہ داری ہے اگر ہمارے بچے مقابلہ جاتی امتحان میں کامیاب نہیں ہو رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ محنت نہیں کر رہے ہیں۔ امتیاز احمد کریمی نے کتابوں سے رغبت پیدا کرنے اور اپنے گھروں کو لائبریری بنانے کی ضرورت پر زور دیا۔

صاحب کتاب مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے تفصیل سے بتایا کہ انہوں نے اپنے استاذ مولانا آفتاب عالم کے تعلق سے کس طرح کتاب ترتیب دی اور ان کے صاحب زادے محمد احمد نے انہیں اس کام میں کس طرح مدد کیا۔ اس موقع پر مولانا آفتاب عالم کے لائق وفائق فرزند محمد احمد نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس دوران وہ اپنے والد کے حالت زندگی بیان کرتے وقت بے انتہا جذباتی ہو گئے اور ہال میں موجود تمام لوگوں کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔ اس موقع پر محمد احمد کی صاحبزادی ڈاکٹر شائستہ آفتاب نے یہ اعلان کیا کہ وہ اپنے دادا علیہ رحمہ کی شخصیت اور خدمات کے موضوع پر ترتیب دی گئی کتاب آفتاب جو غروب ہو گیا کا دوسرا ایڈیشن ترمیم واضافہ کے ساتھ جلد شائع کرائیں گی۔

مولانا مظہر الحق عربی فارسی یونیورسیٹی سابق پرووائس چانسلر پروفیسر محمد توقیر عالم نے کہا کہ مولانا آفتاب عالم صاحب بہت علمی صلاحیت کے مالک تھے۔ نئی نسل کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ انہوں نے اس بات پر افسوس ظاہر کیا کہ اسکول وکالج میں پہلے ہی سے تعلیم کا ماحول نہیں تھا اب مدارس سے بھی تعلیم کا ماحول ختم ہوتا جا رہا ہے، رسم اجراء کی تقریب سے سابق صدر مدرس مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور ویشالی مولانا مظاہر عالم قمر، کاروان ادب، ویشالی کے جنرل سکریٹری انوار الحسن وسطوی، بہار اردو اکادمی کے نائب صدر ڈاکٹر عبدالواحد انصاری، اردو کانسل ہند کے ناظم اعلیٰ ڈاکٹر اسلم جاوداں، ڈاکٹر عارف حسن وسطوی، قمر اعظم صدیقی نے بھی مقالے پڑھے اور اپنے خیالات کا اظہار کیا، اس موقع پر شکیل سہسرامی نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا، تقریب کا آغاز مولانا مفتی محمد ظفر الہدیٰ قاسمی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، اس موقع پر بارگاہ رسالت مآب میں حافظ مزمل اور مولانا نظر الہدیٰ قاسمی نے نعت کا نظرانہ پیش کیا، اس کے بعد مولانا نظر الہدیٰ نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا، تقریب میں ماڈرن ویلفیر اکیڈمی کے ڈائرکٹر اور عالم دین مولانا محمد مکرم حسین ندوی، ڈاکٹر آصف سلیم، اردو ایکشن کمیٹی کے سکریٹری ڈاکٹر انوار الہدیٰ، مظہر عالم مخدومی، سید مصباح الدین احمد، نواب عتیق الزماں، ضیاء الحسن، نصر الدین بلخی، ساجد پرویز، حاجی پور سے کلیم اشرف، عظیم الدین انصاری، مولانا آفتاب عالم مفتاحی کے خاندان کے افراد اور کافی تعداد میں اہل ذوق حضرات موجود تھے۔

حماس کا اقدام اسرائیلی مظالم کا فطری ردعمل

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ اس وقت حماس اور اسرائیل کے درمیان جو جنگ جاری ہے، وہ بہت افسوسناک اور تکلیف دہ ہے اور یہ واضح طور پر اسرائیل کی بد عہدی اور اس کی طرف سے ہونے والی زیادتی اور مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کا فطری ردعمل ہے، اس ردعمل کو دہشت گردی کہنا ظالموں کو طاقت پہنچانا اور مظلوموں کے ساتھ ناانصافی کرنا ہے، حقیقت یہی ہے کہ اسرائیل ایک غاصب ریاست ہے، جس کو مغربی طاقتوں نے خلافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد جبر واستبداد کے زیر سایہ قائم کیا اور افسوس کہ اس کے بعد بھی اسرائیل نے اپنی سرحدوں پر قناعت نہیں کی؛ بلکہ 1967ء میں ہمسایہ ملکوں کے وسیع رقبہ پر بزور قوت قبضہ کر لیا، اس کے بعد اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل نے متعدد بار فیصلہ کیا کہ اسرائیل 1967ء والی سرحدوں پر واپس چلا جائے؛ مگر اس نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی اور افسوس کہ بڑی طاقتوں نے اِن سب کے باوجود اسرائیل کی پشت پناہی کی اور اسرائیل کے کھلے ہوئے ظلم کی تائید کرتے رہے، ہندوستان کی جواہر لال نہرو سے لے کر آج تک بشمول اٹل بہاری واجپائی یہی پالیسی رہی کہ اسرائیل کو اقوام متحدہ کی تجویز پر عمل کرنا چاہئے؛ مگر افسوس کہ ملک کے موجودہ وزیر اعظم مودی جی ہندوستان کی روایت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مظلوم کے بجائے ظالم کی تائید میں کھڑے ہو گئے اور ببانگ دہل اس کا اعلان کیا، یہ بہت شرمناک اور پوری قوم کے لئے افسوسناک ہے، حقیقت یہ ہے کہ موجودہ حماس اور اسرائیل جنگ کا اصل سبب اسرائیل ہے، فلسطینی اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا دفاع کر رہے ہیں اور اس کا حل یہی ہے کہ فوری طور پر جنگ بندی ہو، اقوام متحدہ کے فیصلے کے مطابق فلسطین کی آزاد ریاست قائم ہو اور فلسطینیوں اور اسرائیلیوں دونوں کے ساتھ انصاف ہو، مولانا رحمانی نے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ مظلوم فلسطینیوں کے حق میں خوب دعاء کا اہتمام کریں اور قنوت نازلہ کا بھی اہتمام کریں۔

Scanned with CamScanner

ائمہ جس منبر ومحراب سے اللہ اور اس کے رسول کا پیغام سناتے ہیں وہ درحقیقت منبر رسول ہے: قاضی محمد انظار عالم قاسمی

مدرسہ دارالعلوم اسعدیہ کھیری بانده بھاگل پور میں ائمہ ، علماء و ذمہ داران مساجد کے مشاورتی اجلاس سے امارت شرعیہ کا بصیرت افروز خطاب

مورخہ ۸/ اکتوبر ۲۰۲۳ روز اتوار کو دن میں دس بجے سے امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے زیر اہتمام مدرسہ دارالعلوم اسعدیہ کھیری باندھ بھاگل پور میں ائمہ کرام، متولیان وذمہ داران مساجد وعلماء کا ایک مشاورتی اجلاس امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے قاضی شریعت حضرت مولانا قاضی محمد انظار عالم قاسمی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے صدر اجلاس نے کہا کہ علماء کرام اور ائمہ عظام درحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمی، تہذیبی اور روحانی وارث ہیں، اللہ تعالی نے ان کو اپنے کلام اور اپنے دین کی حفاظت کے لیے خاص طور پر منتخب کیا ہے۔ وہ جس منبر ومحراب سے اللہ اور اس کے رسول کا پیغام سناتے ہیں وہ درحقیقت منبر رسول ہے، اس اعتبار سے امت کے تئیں علماء کرام کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے، معاشرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت اور نمائندگی اہم ذمہ داری ان کے کاندھے پر ہے اس لیے ہمیں اس منصب کی ذمہ داریوں اور تقاضوں کو سامنے کرتے ہوئے یہ جائزہ لینا چاہئے کہ ہم ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں کہاں تک کامیاب ہیں۔ آپ نے مزید کہا کہ ائمہ کرام کی ذمہ داری صرف نمازیں پڑھانا ہی نہیں ہے بلکہ معاشرہ کی دینی، اخلاقی، تعلیمی اور معاشرتی ضروریات کی تکمیل بھی ان کی ذمہ داری ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ اصلاح اور دعوتی نظام کے لیے داعیانہ کردار اور عالمانہ وقار کا ہونا بھی بہت ضروری ہے، اس کے بغیر دعوت واصلاح کا خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوگا۔ ہم سب کو چاہئے کہ سماج کے سامنے پہلے اپنی ذات کو پیش کریں پھر اپنی بات کو پیش کریں۔ اس لیے علماء وائمہ کرام کی ذمہ داری ہے کہ اعلی اخلاق وکردار کا حامل بنیں، باوقار وضعدار بن کر باخبر وباعمل رہیں تا کہ افادہ اور استفادہ کا سلسلہ سودمند ثابت ہو سکے۔ آپ نے امارت شرعیہ کی ضرورت واہمیت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ ہمارے ایمان ویقین کا حصہ اور ہماری اجتماعی وانفرادی زندگی کی اصلاح کا مرکز ہے، انہوں نے کہا کہ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ اور ملک کے بڑے بڑے اکابر علماء نے امارت شرعیہ جیسا ادارہ قائم کیا تا کہ مسلمانوں کی زندگی ایک امیر شریعت کی ماتحتی میں شریعت کے مطابق گزر سکے۔ یہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے لوگوں کی خوش قسمتی ہے کہ ان کے یہاں امارت شرعیہ قائم ہے، دارالعلوم اسلامیہ امارت شرعیہ کے استاذ حدیث جناب مولانا مفتی شکیل احمد قاسمی نے سماج میں آپسی بھائی چارہ قائم کرنے اور نفرت وعداوت کے خاتمہ سے متعلق بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپسی بھائی چارہ اور سماجی ہم آہنگی قائم کرنے کے لیے ہم سب کو چاہئے کہ سماج کے عمومی نفع رسانی کے کاموں اور سماج کے مشترکہ مفاد پر ہم اکٹھے ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں فرمایا کہ الخلق عیال اللہ کہ پوری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اللہ کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور انہیں نفع پہونچائے، ائمہ کرام کی معقول تنخواہ پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ائمہ کرام کی تنخواہ پر تمام مساجد کے ذمہ داران غور کریں، چونکہ اللہ نے آپ کو مساجد کا ذمہ دار بنایا ہے آپ سے اللہ باز پرس کریں گے، مجلس میں موجود متولیان سے عہد کرایا کہ ائمہ کی تنخواہ پر پہلی فرصت میں غور کر کے اضافہ کریں گے، جناب مولانا محمد نصیر الدین مظاہری صاحب نے اس اجلاس کے غرض وغایت اور ایجنڈوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی، انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ کے شعبہ جات میں شعبہ امور مساجد اہم شعبہ ہے، جس کا مقصد امارت شرعیہ کے دائرہ کار میں تمام ائمہ مساجد کے رابطہ کو امارت شرعیہ سے مضبوط کرنا ہے۔ اس شعبہ کے ذریعہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت کے مطابق امارت شرعیہ کے نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب اور امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم حضرت مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے ہر ضلع کے ائمہ وذمہ داران مساجد کا تربیتی اجلاس منعقد کرانے کا سلسلہ شروع فرمایا ہے جس کے دوررس نتائج سامنے آرہے ہیں، مساجد کے ائمہ کی تنخواہوں میں اضافہ کرنے کا سلسلہ جاری ہے، مساجد کے تحفظ کے سلسلہ میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ آج باطل طاقتیں مسلمانوں کے وجود کے ساتھ مساجد کے وجود کو بھی نشانہ بنائے ہوئے ہیں، ایسی حالت میں ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ مساجد کے تحفظ کے لیے اقدام کریں، ان کا سروے ضرور کرائیں اور سروے میں واضح طور پر مسجد لکھوائیں۔ تمام مساجد کی زمینوں کی باقاعدہ رجسٹری کروائیں، اگر زبانی وقف ہے تو تحریری وقف نامہ بنالیں۔ کاغذی طور پر جو بھی صورتیں تحفظ کی ہو سکتی ہیں ان کو اپنائیں۔ جناب قاضی خورشید انور قاسمی قاضی شریعت بھاگلپور نے دارالقضاء کی اہمیت وضرورت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ اپنے تنازعات ومسائل کو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق حل کرانا ایمان کے بعد فریضہ محکمہ ہے۔ امارت شرعیہ کے دارالقضاء کا قیام اسی مقصد کے تحت ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دارالقضاء اسلامی نظام عدل کا مرکز ہے، آج پوری دنیا عدم مساوات اور ظلم سے گھری ہوئی ہے، مظلوم انسانیت کو ظلم اور عدم مساوات سے نجات اسلامی نظام عدل کے سایے میں ہی مل سکتی ہے۔ انہوں نے امارت شرعیہ کے خود کفیل نظام مکاتب کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ مساجد کو تعلیمی مرکز بنا کر نئی نسل کی دینی تعلیم کا نظم کیا جائے۔ ائمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلانے کی ترغیب دیں۔ مولانا زاہد حلیمی صاحب نے اخیر میں اظہار تشکر پیش کرتے ہوئے ذمہ داران امارت شرعیہ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ امارت شرعیہ ہر موقع پر ہماری رہنمائی کے لیے آگے رہتی ہے اور کسی لمحہ پر ہمیں اکیلا نہیں چھوڑتی۔ ہم لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ جب بھی امارت شرعیہ سے کوئی پیغام دیا جائے تو اس پر لبیک کہیں اور امارت شرعیہ کی آواز سے اپنی آواز ملائیں۔ اس اجلاس میں جناب مولانا اکرم قاسمی سابق استاذ جامعہ رحمانی مونگیر جناب مولانا عطاء الرحمن مفتاحی ناظم جامعہ الحبیبہ پورینی جناب مولانا اسجد ناظری صاحب صدر جمعت علماء بھاگلپور جناب مولانا سید شاہ فخر عالم حسن مظاہری سجادہ نشیں خانقاہ پیرڈ مریا بھاگلپور ودیگر علمائے کرام نے موجودہ تہذیبی وفکری تصادم کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت مساجد اور ائمہ مساجد کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ اس وقت ہماری تہذیب وشناخت اور ثقافت پر چوطرفہ یلغار ہو رہی ہے، ہماری نسلوں کے دین وایمان کو مٹا دینے کی کوششیں ہو رہی ہیں، ایسی صورت میں مساجد کو دین کی حفاظت کے مراکز بنانے کی ضرورت ہے جہاں سے حق کی صدا بھی بلند ہو، درس وتدریس بھی ہو، خدمت خلق کا نظام بھی جاری کیا جائے۔ اجلاس کا آغاز قاری محمد ابرار کی تلاوت سے ہوا، نعت حافظ محمد شعیب صاحب نے پیش کی۔ نظامت کے فرائض مولانا محمد نصیر الدین مظاہری اور مولانا فیصل عبداللہ رحمانی نے انجام دیے اجلاس میں کثیر تعداد علماء ائمہ کے ساتھ بھاگلپور ڈی ایس پی گورو کمار، ایس ڈی او جناب زیڈ حسن ودیگر معزز مہمانان کرام نے شرکت کی اور خطاب کیا۔ اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں مولانا زاہد حلیمی مہتمم مدرسہ دارالعلوم اسعدیہ واساتذہ کرام نے اہم رول ادا کیا اور مہمانوں کا استقبال کیا۔ آخر میں مولانا قاضی محمد انظار عالم قاسمی صاحب کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

ہندوستان میں میڈیا پر کریک ڈاؤن

انگریزی سے ترجمہ محمد اسعداللہ قاسمی بحوالہ ڈوئلے ویلچے

بھارت میں پولیس صحافیوں کے خلاف انسداد دہشت گردی کے قوانین کا استعمال کر رہی ہے، جس میں چین سے مبینہ روابط پر مودی مخالف نیوز کلک آوٹ لیٹ پر تازہ چھاپہ بھی شامل ہے، نیوز کلک کے لیے کام کرنے والے نامہ نگاروں کو نشانہ بنانے والے چھاپوں کے خلاف سیکڑوں صحافی، سول سوسائٹی کے کارکن اور دیگر لوگوں نے اس کارروائی اور گرفتاری کے بعد دہلی میں ریلی نکالی، ہندوستانی حکام کی جانب سے نیوز کلک کے بانی اور سربراہ امیت چکرورتی کو دہشت گردی قانون ایکٹ (UAPA) کے تحت گرفتار کیا گیا ہے، اس کریک ڈاؤن کے بعد بہت سے لوگ بھارت میں آزادی اظہار کے مستقبل کے بارے میں فکرمند ہیں اور کہتے ہیں کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے UAPA کا استعمال ایسے صحافیوں کو نشانہ بنانے کے لئے کر رہے ہیں جو موجودہ حکومت کی پالیسی سے مطابقت نہیں رکھتے ہیں، کاروان میگزین کے ایگزیکٹیو ایڈیٹر ہرتوش بال نے ڈی ڈبلیو کو بتایا کہ "ہم ایک ایسے موڑ پر ہیں جب ایک صحافی کے پاس صرف دو ہی راستے رہ گئے ہیں۔ سچ بولنا یا خود کو خاموش رکھنا"، انہوں نے مزید کہا کہ "سچ یہ ہے کہ ہمیں آمریت کے سامنے جھکایا جا رہا ہے، حکومت کا مقصد انصاف فراہم کرنا نہیں، بلکہ اسے ختم کرنا ہے۔" اس سلسلہ میں اطلاعات ونشریات کے وزیر انوراگ ٹھاکر نے پریس کو بتایا کہ انہیں "چھاپوں کا جواز پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" انہوں نے کہا کہ "تحقیقاتی ایجنسیاں آزاد ہیں اور وہ اپنا کام کر رہی ہیں، اگر کسی نے کچھ غلط کیا ہے تو تحقیقاتی ایجنسیاں اپنا کام کرتی ہیں" ٹھاکر نے اس سے قبل نیوز کلک پر "anti india agenda" پھیلانے اور نیوز کلک کے کارکنان پر اپوزیشن انڈین نیشنل کانگریس پارٹی سے منسلک ہونے کا الزام لگایا تھا۔

نیوز کلک (NewsClick) کیا ہے: نیوز کلک نریندر مودی کی قیادت میں بھارت کی قدامت پسند حکومت پر شدید تنقید کرتا رہا ہے، اگست میں نیویارک ٹائمز نے ایک تحقیقاتی رپورٹ شائع کی تھی جس میں الزام لگایا گیا تھا کہ اس ادارے نے امریکہ میں مقیم تاجر نیویل رائے سنگھم سے فنڈز حاصل کیے ہیں، جن پر بیجنگ کے ساتھ مل کر کام کرنے اور بین الاقوامی سطح پر چینی پروپیگنڈے کی مالی معاونت کا الزام ہے، نیویارک ٹائم کی رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہندوستانی نیوز آوٹ لیٹ نے "اپنی کوریج کو چینی حکومت کے ٹاکنگ پوائنٹس کے ساتھ لگا دیا ہے۔" پولیس نے ان صحافیوں کے گھروں پر چھاپے مارے جو نیوز کلک کے لیے بطور عملہ کام کر رہے تھے یا ان کا تعاون کرتے تھے، پولیس نے درجنوں صحافیوں کے لیپ ٹاپ اور ٹیلی فون سمیت الیکٹرانک آلات قبضے میں لے لئے ہیں، حکام نے وقتاً فوقتاً آوٹ لیٹ میں تعاون کرنے والوں کو بھی نشانہ بنایا، اس سلسلہ میں پولس نے 46 افراد سے پوچھ گچھ کی، پولیس کا الزام ہے کہ نیوز پورٹل 2018 سے تین مختلف اداروں سے فنڈز حاصل کر رہا تھا، دو کا تعلق امریکہ میں مقیم سنگھم سے اور تیسرا ان کی بیوی کی این جی او سے ہے، دہلی پولیس کی اسپیشل برانچ کے مطابق "خفیہ معلومات" یہ ملی ہے کہ انڈیا مخالف اداروں کے ذریعہ ہندوستان میں "غیر ملکی فنڈز غیر قانونی طور پر جمع کیے گئے"، پولیس نے کہا کہ "یہ ہندوستان کے خلاف عدم اطمینان پیدا کرنا اور ہندوستان کے اتحاد، سالمیت اور سلامتی کو خطرہ ہے۔"

حکومت اور میڈیا کی طرف سے کیا ردعمل آیا؟: حکمراں بی جے پی پارٹی نے کہا کہ نیوز کلک کے خلاف چھاپے شواہد کی بنیاد پر مارے گئے ہیں، بی جے پی کے ترجمان گورو بھاٹیہ نے پارٹی کے قومی ہیڈکوارٹر میں کہا کہ "جو لوگ بھارت مخالف سرگرمیوں میں ملوث ہیں انہیں سخت ترین کارروائی کا سامنا کرنا پڑے گا؛ کیونکہ لوگوں نے مودی حکومت کو ایسے عناصر سے سختی سے نمٹنے کا مینڈیٹ دیا ہے"؛ لیکن دیگر نیوز ادارے خاص طور پر کاروان میگزین کے مطابق نیوز کلک کا چین کے ساتھ مبینہ روابط موجودہ حکومت کا ایک بہانہ ہے، دراصل چین کے ساتھ تعلق کی دھمکی ان لوگوں کو نشانہ بنانے کا ایک بہانہ ہے جو بڑھتی ہوئی ظالم حکومت پر سوال اٹھاتے ہیں، چھاپوں اور پربیر پرکاسٹھا کی گرفتاری نے ہندوستان میں غم وغصے کو جنم دیا؛ لیکن وہ انسداد دہشت گردی کے الزامات کا سامنا کرنے والے پہلے رپورٹر نہیں ہیں 2010 سے لے کر آج تک خیال کیا جاتا ہے کہ 16 صحافیوں پر UAPA کے تحت الزامات عائد کیے گئے ہیں جن میں سے کئی یونین کے زیر انتظام جموں وکشمیر میں بھی شامل ہیں، انڈیا کے فری اسپیچ کلیکٹو نے رپورٹ کیا ہے کہ کم از کم آٹھ صحافی UAPA کے تحت الزامات کا سامنا کر رہے ہیں، فری اسپیچ کلیکٹو کی گیتا سیشو نے ڈی ڈبلیو کو بتایا کہ "یہ قانون صحافیوں کے جائز کام کو مجرمانہ بنانے اور انہیں ''دہشت گرد'' کے طور پر بدنام کرنے کے ساتھ ساتھ پیشہ ور افراد پر پریشر ڈالنے کی کوشش کرتا ہے جو کہ مضحکہ خیز، غیر منطقی اور غیر قانونی ہے"۔

اب چھاپے کیوں مارے جا رہے ہیں؟: پریس کلب آف انڈیا، ڈیجیب نیوز، انڈین ویمن پریس کور اور فاؤنڈیشن فار میڈیا پروفیشنلو سمیت 18 میڈیا تنظیموں کے اتحاد نے ہندوستان کے چیف جسٹس کو خط لکھا ہے جس میں سپریم کورٹ پر زور دیا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مداخلت کرے اور "بڑھتے ہوئے جابرانہ "طاقت کے استعمال کو ختم کرے، میڈیا کے خلاف تحقیقاتی ایجنسیوں کی حقیقت یہ ہے کہ آج ہندوستان میں صحافیوں کا ایک بڑا طبقہ اپنے آپ کو انتقامی کارروائی کے خطرے میں کام کرتا ہوا محسوس کر رہا ہے اور یہ ضروری ہے کہ عدلیہ سچائی کی بنیاد پر اس طرح کے خطرے سے نپٹنے کا انتظام کرے؛ کیونکہ ایک آئین اور قانون ہی ہے جس کے لیے ہم سب جوابدہ ہیں، میڈیا سے منسلک مبصرین کا کہنا ہے کہ چھاپے ماری کے لئے مناسب وقت کا انتظار تھا جب تک بھارت میں جی 20 سربراہی اجلاس ختم نہ ہو جائے اور لوگوں کی نگاہیں بھارت کی طرف سے ہٹ نہ جائیں اس وقت تک یہ کام مناسب نہیں تھا حکومت اس کا انتظار کر رہی تھی اور جب اجلاس ختم ہو گیا تو حکومت نے چھاپے ماری کی ہے نیز یہ چھاپے ماری ملک کے کئی ریاستوں میں ہونے والے اسمبلی اور آئندہ لوک سبھا انتخابات کے پیش نظر بھی کی گئی ہے، دی وائر سے منسلک پامیلا فلیپوس نے ڈی ڈبلیو کو بتایا کہ متعدد صحافیوں اور میڈیا والوں کو اٹھانا اور ان کے خلاف انسداد دہشت گردی کے مقدمات درج کرنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ مودی حکومت آزاد صحافت سے کس طرح خوفزدہ ہے، فلیپوس نے مزید کہا کہ NewsClick نے حکومت کو اپنی جابرانہ، کارپوریٹ نواز، غریب مخالف پالیسیوں پر آئینہ دکھایا ہے یہ ایک بڑی وجہ ہے کہ آج اسے نشانہ بنایا جا رہا ہے، مصنفہ اور کالم نگار اروندھتی رائے کا خیال ہے کہ ہندوستان کے مرکزی زمرے کے ذرائع ابلاغ پہلے ہی حکومت سے ''سمجھوتہ'' کر چکے ہیں، رائے کے مطابق چھاپے ماری سے ڈیجیٹل میڈیا کو یہ سبق سکھلانا مقصود ہے کہ حکومت اور صاحب اقتدار کے لیے ہاں میں ہاں ملانا ضروری ہے، رائے نے ڈی ڈبلیو کو یہ بھی بتایا کہ "یہ انہیں ڈرانے اور دوسروں تک صحیح پیغام پہونچانے سے روکنا ہے، یہ مایوسی کی علامت ہے، اس سلسلہ میں عدالتوں کو آگے آنا چاہیے۔

Scanned with CamScanner

اسلام اور انسانی مذاہب

مولانا واضح رشید ندوی

اسلام اور دیگر مذاہب کے درمیان بڑا واضح فرق ہے۔ اسلام عہد اول ہی میں اپنے کمال کو پہونچ گیا اور اس کے بنیادی امور یہاں تک کہ معاملات اور اخلاق کے اصول متعین کر دیئے گئے، اور وہ محفوظ طریقہ سے آنے والی نسلوں تک منتقل ہوئے، علماء اور محققین ہر دور میں ان کی تشریح وتوضیح کرتے رہے ہیں، ان کو ان کی تشریح وتفہیم کا اختیار تھا۔ ترمیم یا تنسیخ کا نہیں، اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کی بنیادیں بدلتی رہیں، ان کے مآخذ ومصادر بھی پوری طرح محفوظ نہ رہے اور ان میں مختلف قسم کے متعارض تصورات شامل ہوتے رہے، اور شخصی تاویلات کا دروازہ کھلا رکھا گیا، مختلف شخصیتوں کی اپنی ذاتی رائے اور فکر کا ان مذاہب میں اضافہ ہوتا رہا، اس طریقہ سے یہ مذاہب مختلف ادوار میں اپنے علماء کے تصور وفکر سے متاثر ہوتے رہے، اور ان کے آپسی مختلف نظریوں کی بنیاد پر اسمیں مختلف قسم کے نظریہ قائم ہوتے رہے۔ کہیں کسی مسئلہ کا اثبات ہے تو کہیں اس کی نفی، کسی چیز کا اقرار ہے تو دوسرے حلقہ میں انکار، بعض نظریات اور فلسفے محض شخصی تجربے اور تصور پر مبنی ہیں۔

ان مراحل سے بعض آسمانی مذاہب کو بھی گزرنا پڑا، مثال کے طور پر عیسائیت ہے جو آج مختلف فرقوں اور جماعتوں میں بٹ چکی ہے جس کی بنیادی تعلیمات میں اختلاف پایا جاتا ہے اور ان تمام فرقوں کے الگ الگ مراجع اور مصادر ہیں اور آسمانی مذہب ایک انسانی نظریہ کے مشابہ ہوگیا ہے۔ اس لئے کہ اس کی بنیادی تعلیمات میں مختلف عہدوں میں اس کے مذہبی پیشواؤں کے تصورات شامل ہوتے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے، نیز ان کے نزدیک مختلف پیمانے ہیں جسے وہ اپنی مصلحت کے پیش نظر استعمال کرتے رہتے ہیں ان کے اپنے حرکات وسکنات پر کوئی مواخذہ کرنے والا نہیں۔ پس صرف ان کے اقوال وافعال ہی ان کے متبعین کے لئے کامل شریعت ہیں۔ ان میں حالات کے ساتھ پنجہ آزمائی کرنے کی طاقت نہیں۔ اخلاقی پستی اور جنسی بے راہ روی تک کو انہوں نے قبول کرلیا ہے۔

جہاں تک وثنیت کا تعلق ہے تو وہ اپنا بوقلمونی اور رنگا رنگی کے لئے محتاج تعارف نہیں، ہر بت پرستانہ عقیدہ دوسرے وثنی عقیدے سے ایک ہی خاص جگہ اور زمانے میں کافی اختلاف رکھتا ہے، ایک کے معبود بھی الگ الگ ہوتے ہیں۔ ان کی تعلیمات میں بھی نمایاں فرق ہوتا ہے، معبود سازی کے اصولوں میں بھی باہم کوئی یکسانیت نہیں ہوتی، چنانچہ بعض وثنیت کے ہاں پر وہ چیز یا حادثہ جو خلاف عادت رونما ہو اس پر الوہیت وربوبیت کی چھاپ اور مہر لگی ہوتی ہے، ان کے نزدیک انسان ہر اس چیز کا بندہ ہے جو انسان سے مختلف ہو، خواہ وہ حجر وشجر ہو یا نباتات وجمادات، پرند وچرند ہو یا حشرات الارض، اور اس کا اپنا فطری تقاضا ہے کہ وہ چیز فطرت انسانی سے پرے ہو یا خارق العادت ہو تو اس کے سامنے جبیہ سائی کی جائے، جبیں نیاز خم کیا جائے، یہاں تک کہ وہ نوزائیدہ بچہ جو خلاف فطرت پیدا ہوتا ہے وہ بھی ان کا معبود بن جاتا ہے۔

اور یہ اختلاف اس حد تک پہونچ چکا ہے کہ ایک گروہ دیوئی حسن کا پرستار بنا ہے تو دوسرا دیوی فتح کا پجاری، ایک قوت کی پرستش کرتا ہے، تو دوسرا آستانۂ کمزوری پر جبہ سائی، جو لوگ قدیم یونانی، رومی اور ہندستانی آثار کے مشاہدہ کرتے ہیں، قدیم تہذیب کے نشانات کا جو غاروں میں پوشیدہ ہیں، معائنہ کرتے ہیں تو انہیں اس تنوع اور اختلاف کا اندازہ ہوتا ہے کہ انسان غیر عادی چیز کے سامنے سجدہ ریز ہوتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ ریل کے انجن تک کی تقدیس کرنے لگے اور ہر مفید یا مضر چیز کے احترام وادب کا تصور انکے ذہن میں رہتا رہا ہے، اسلام اور دیگر مذاہب کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلام عہد نبوت میں مکمل اور محفوظ ہوگیا اور اسی محفوظ شکل میں اب تک قائم ہے۔ اور اس میں ترمیم وتنسیخ کی کسی بڑے سے بڑے عالم کو اجازت نہیں، تشریح وتاویل میں اختلاف ممکن ہے، لیکن دوسرے مذاہب میں ترمیم ہوتی رہی ہے اور ان کے علم رکھنے والے کو مزید ترمیم کا حق اب بھی حاصل ہے وہ اپنے مذہبی روایات میں من مانی تشریح وتاویل کرسکتے ہیں، جو ان کے اپنے ذوق، ماحول اور زمانے کے مطابق ہو، اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ وہ ایک مسلمان کہا جائے تو اس کا فریضہ ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کی اتباع کرے، یا کم ازکم وہ اس کے دینی تصورات کا اعتراف کرے، خواہ یہ تصورات عقائد سے متعلق ہوں یا عبادت سے، اخلاقیات سے انکا تعلق ہو یا معاملات سے، اسی وقت وہ مسلمان کہے جانے کا مستحق ہوسکتا ہے لیکن اگر اس نے اس کا انکار کیا تو پھر اس کا اس دین میں کوئی حصہ نہیں، کیوں کہ اسلام کسی خاص جماعت یا ملک کا دین نہیں بلکہ صرف مسلم گھرانے میں پیدا ہوجانے سے یا صرف مسلم سوسائٹی میں پرورش پالینے کی بنیاد پر مسلمان کہے جانے کا مستحق ہوجائے خواہ عقیدہ کچھ بھی ہو، طرز زندگی کسی کا ہو، بلکہ اسلام کی اپنی ایک خاص سرحد ہے اگر کوئی مسلم بھی اس سے باہر قدم نکالتا ہے تو وہ مسلمان نہیں رہ جاتا۔

لیکن افسوس ہے کہ اسلام کا یہ مزاج آج کے اس دور میں جس کو علمی دور کہا جارہا ہے بہت سارے محققین ومصنفین پر اب تک مخفی اور پوشیدہ ہے اور بعض نام نہاد مسلمانوں (مصنفوں) کی ایسی ایسی کتابیں منظر عام پر آرہی ہیں جن کا عقائد اسلام سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں، ان نام نہاد مسلم مصنفین میں کچھ تو ایسے ہیں جو حدیث وسنت کے منکر ہیں اور کچھ قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کا انکار کرتے ہیں یا اس میں ترمیم کے قائل ہیں۔

سب سے زیادہ تعجب خیز اور حیرت ناک بات تو یہ ہے کہ وقتاً فوقتاً اسلامی تعلیمات اور اس کے اصلی مآخذ پر نظر ثانی کرنے کی آواز بلند کی جارہی ہے لیکن ان لوگوں کی طرف سے جنہیں اسلام اور اس کی تعلیمات کا کچھ بھی علم نہیں اور اس سلسلہ میں بالکل ناواقف ہیں۔ ان کی تربیت اسلام دشمن ماحول میں ہوتی، اسی طرح بعض لوگ اسلامی تعلیمات پر تبصرہ کرتے ہیں جبکہ وہ اسلامی مآخذ سے ناواقف ونا آشنا ہوتے ہیں۔ آج کا یہ دور ایسا دور ہے جس میں کسی فن یا علم کے سلسلہ میں اس کے ماہر وباکمال شخصیت کی ہی بات قابل اعتبار سمجھی جاتی ہے، یہ دور اسپلائیزیشن کا ہے، لیکن تعجب ہے کہ یہی روشن ضمیر دانشور ملک وقوم بھی اس اصول اور ضابطہ کا کچھ بھی خیال اس دین اسلام کے مآخذ ومراجع سے واقفیت وعدم واقفیت کے سلسلے میں نہیں کرتے، اور بے تکلف اسلامی تعلیمات کی عقلی تاویل کرتے ہیں، یہ تو ایسا ہی ہے کہ ایک انجینئر کاشتکاری کے سلسلے میں اپنی رائے پیش کرے اور ایک کاشتکار انجینئر کے بارے میں اپنا فیصلہ سنائے یا کوئی مریض اپنے مرض کا نسخہ خود تجویز کرے اور حکیم پر بیجا ناقدانہ جملے چست کرے اس تجویز کردہ نسخے کو قابل التفات بھی نہ سمجھے یہ نظریہ تو اسلام کے علاوہ دیگر ان مذاہب کے ساتھ روا ہوسکتا ہے جو کبھی آسمانی مذاہب تھے۔ لیکن پھر بعد میں انسانی تحریف وتغیر کے نتیجہ میں ان کی صرف ایک انسانی مذہب کے حیثیت رہ گئی ہے اور تحریف کے پورے طور پر شکار ہوگئے اور عقلی بنیادوں اور علمی اصولوں کا سہارا ان سے ختم ہوگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ''دو چیزیں میں تمہارے درمیان چھوڑ کر جارہا ہوں جب تک تم ان سے چمٹے رہو گے کبھی گمراہ نہیں ہوسکتے ایک کتاب اللہ، دوسرے اس کے رسول کی سنت''۔ (حدیث)

اسلام ایک ایسا دین ہے جس کے پاس اپنا ایک خاص پیمانہ اور کسوٹی ہے جو اس کسوٹی پر صحیح اترتا ہے وہ اس میں داخل سمجھا جاتا ہے اور مسلم کہے جانے کا مستحق ٹھہرتا ہے، اور جو اس پر صحیح نہیں اترتا وہ اسلام سے خارج ہے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں، اور مسلمان کسی کو اسلام لانے پر مجبور نہیں کرتا۔ ''دین میں کسی قسم کی کوئی زبردستی نہیں۔'' (القرآن) ہدایت وگمراہی دودھ اور پانی کی طرح بالکل واضح ہوچکی ہے لیکن اگر کوئی اسلام قبول کر کے پھر اس کی مخالفت کرتا ہے تو مسلمانوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اس پر ارتداد اور اسلام سے خروج کا حکم لگائیں، کفر کا فتویٰ صادر کریں، اس کو دین کا باغی تصور کریں جس طرح کہ وطن کے ساتھ خیانت اور غداری کرنے والوں کو خائن اور غدار کہا جاتا ہے اور یہ بات عقلی اور عملی طریقہ سے بھی قابل تعجب نہیں۔

نظم

(موجودہ حالات میں ہر اہلِ دل کی آواز)

یہودی اپنی قبریں کھودنے آئے ہیں آنے دو
نبی پاک ﷺ کی پیشین گوئی رنگ لانے دو

ہمارا خوں بہا برسوں تلک پر چپ رہی دنیا
ہمارے ایک حملے سے انھیں اب بوکھلانے دو

ہم اپنے حق کی خاطر لڑ رہے ہیں اپنے دشمن سے
جو روتے ہیں انھیں رونے دو، ہنگامہ مچانے دو

ہمارے بچے ہوں گے گولیوں سے کب تلک چھلنی
ہمیں بھی تو ذرا ان کے سروں پر بم گرانے دو

حفاظت مسجدِ اقصیٰ کی کرنا فرض ہے ہم پر
چلے ہی جاں ہماری اس میں جاتی ہے تو جانے دو

وہ چھپ جائیں جہاں بھی، ڈھونڈ کر ان کو مٹائیں گے
انھیں چھپنے کو غرقد کا شجر ہر سو لگانے دو

ابابیلوں کے لشکر کے نہیں ہم منتظر حیدرؔ
ہمیں ہی پر لگا کر ان کے اوپر قہر ڈھانے دو

اشتیاق حیدر قاسمی بستی پوری

برائی سے بچیئے

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

کسی مسلمان کے ساتھ استہزاو تمسخر کرنا یہ کبیرہ گناہ ہے اور کرنے والے کا کوئی فائدہ بھی اس میں نہیں ہے، عام مسلمان غفلت وبے پروائی سے اس میں مبتلا ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔ ''کوئی جماعت کسی جماعت کے ساتھ تمسخر (ٹھٹ) نہ کرے شاید اللہ کے نزدیک ان سے بہتر ہوں، اور عورتیں عورتوں سے تمسخر واستہزا نہ کریں شاید وہ اللہ کے نزدیک ان سے بہتر ہوں''۔

استہزا کے معنی ہیں کہ کس کی اہانت وتحقیر اور اس کے عیب کا اظہار اس طرح کیا جائے کہ لوگ ہنس پڑیں اس میں بہت سی صورتیں داخل ہیں۔ کسی کے چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے ہنسنے بولنے وغیرہ کی نقل اتارنا یا قد وقامت شکل وصورت کی نقل اتارنا، اس کے کسی قول وفعل اور ہنسنا آنکھ یا ہاتھ پیر کے اشارے سے اس کے عیب کا اظہار کرنا۔ یہ وہ گناہ بے لذت ہیں، جو آج کل مسلمانوں میں وبا کی طرح پھیلے ہوئے ہیں عوام سے لیکر خاص تک ان میں مبتلا ہوجاتے ہیں، حالانکہ قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت سے ان کا حرام ہونا صاف مذکور ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہے خرابی ہے طعنہ دینے اور عیب چننے والے کی ایک اور آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صغریٰ سے مراد کسی انسان پر استہزا سے تبسم کرنا اور کبیرہ سے اس پر قہقہہ لگانا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے کسی انسان کی نقل اتاری تو نبی کریم صلی اللہ علہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مجھے تو کوئی بڑی سے بڑی دولت کسی کی نقل اتارنے پر ملے تو میں کبھی نہ اتاروں (ابوداؤد، ترمذی، تخریج احیاء) اس میں اشارہ اس کی طرف بھی ہوسکتا ہے کہ یہ گناہ ایسا بے لذت اور بے فائدہ ہے کہ اسمیں کوئی دنیاوی فائدہ نہیں اور بالفرض کوئی فائدہ ہوتا بھی تب بھی اس کے پاس نہ جانا چاہئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ دوسرے لوگوں کا استہزاء کرتے ہیں (مذاق اڑاتے ہیں) آخرت میں ان کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھولا جائیگا اور اسکی طرف بلایا جائے گا۔ جب وہ سرکتا، سسکتا ہوا وہاں پہنچے گا تو بند کردیا جائے گا اسی طرح جنت کے دروازے کھولے اور بند کئے جائیں گے یہاں تک کہ وہ مایوس ہوجائے گا اور بلانے پر دروازہ جنت کی طرف نہ جائے گا۔

Scanned with CamScanner

کامیابی کا راز

مفتی محمد عامر یاسین ملی

مارک اسپٹز Mark Spitz دنیا کا نامور تیراک تھا، یہ تاریخ کا پہلا تیراک تھا جس نے اولمپکس میں 9 بار فتح حاصل کی، یہ اکٹھے سات گولڈ میڈل حاصل کرنے والا پہلا تیراک بھی تھا، مارک اسپٹز نے 1972ء میں میونخ کے اولمپکس میں سات گولڈ میڈل لیے اور پوری دنیا کو حیران کردیا، وہ یہ ریکارڈ قائم کرنے کے بعد اسٹیج پر بیٹھا اور ہنس کر رپورٹرز کے سوالوں کے جواب دینے لگا۔ ایک رپورٹر نے اچانک اس سے کہا: ''مارک ٹوڈے از یکی فاریو'' یہ فقرہ سیدھا اس کے دل پر لگا، وہ تڑپ کر مڑا اور رپورٹر کو اسٹیج پر آنے کی دعوت دے دی، رپورٹر ڈرتے ڈرتے اسٹیج پر آگیا، مارک اسپٹز نے اسے اپنے ساتھ بٹھایا اور بڑے پیار سے بولا: میں 1968ء میں میکسیکو کے اولمپکس میں شریک تھا۔ میں نے بڑی کوشش کی لیکن میں آدھے منٹ یعنی تیس سکنڈ سے ہار گیا۔
میں نے اس وقت فیصلہ کیا کہ میں اگلا اولمپکس بھی جیتوں گا اور سب سے زیادہ گولڈ میڈل بھی حاصل کروں گا'' وہ رکا اور پھر بولا: ''تم جانتے ہو مجھے تیس سیکنڈ کور کرنے کے لیے کتنی محنت کرنی پڑی؟'' رپورٹر خاموش رہا، مارک اسٹیز چند سیکنڈ رک کر بولا: میں چار سال میں دس ہزار گھنٹے پانی میں رہا، میں نے ان چار برسوں میں ایک بھی چھٹی نہیں کی، میں کرسمس کے دن بھی سوئمنگ پول میں ہوتا تھا اور اپنا برتھ ڈے بھی تیر کر مناتا تھا، ان چار برسوں میں میرے والدین کا انتقال ہوا، میرے بھائی کا ایکسیڈنٹ ہوا، میرا اکاؤنٹ خالی ہوگیا، میرے کریڈٹ کارڈز بند ہوگئے، میری گاڑی میرا گھر بک گیا لیکن میں نے ایک بھی دن چھٹی نہیں کی ہم اگر ان دس ہزار گھنٹوں کو چار پر تقسیم کریں تو یہ اڑھائی ہزار گھنٹے سالانہ اور آٹھ گھنٹے روزانہ بنتے ہیں، میں اتنا عرصہ پانی میں رہنے کی وجہ سے ایسڈری فلکس ڈزیز Acid Reflux Disease کا شکار ہوگیا۔
میرے پورے جسم میں درد ہوتا ہے اور مجھے روزانہ فزیوتھیراپی کرنا پڑتی ہے، میں اس بیماری اور دس ہزار گھنٹے کی پریکٹس کے بعد اپنی صرف 30 سیکنڈ کی کمی پوری کرنے کے قابل ہوا، اور میں نے تاریخ میں پہلی مرتبہ سات گولڈ میڈل حاصل کرلیے لیکن تم کہتے ہو یہ میرا لکی ڈے ہے، میں روز پانی میں آٹھ گھنٹے پریکٹس کرتا تھا تم روزانہ دس گھنٹے پریکٹس کرلو، میرا لکی ڈے تمہارا لکی ڈے بن جائے گا وہ اس کے بعد رکا اور پھر تاریخی فقرہ کہا۔
اس نے کہا: ''انسان جتنی محنت کرتا جاتا ہے وہ اتنا خوش نصیب ہوتا جاتا ہے۔''
دنیا میں اسپورٹس واحد شعبہ ہے جس میں قسمت کم اور مہارت زیادہ کام آتی ہے، کھیل نفسیات، کیمسٹری، فزکس اور ریاضی کا زبردست combination ہوتے ہیں اور آپ اس combination پر اسی وقت پورے اترتے ہیں جب آپ پریکٹس کی انتہا کردیتے ہیں، قسمت بھی بے شک آپ پر مہربان ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر پتہ بھی نہیں ہل سکتا لیکن کھلاڑی صرف قسمت سے پوری زندگی نہیں جیت سکتے، یہ چمپین بھی نہیں بن سکتے، آپ کو اگر یقین نہ آئے تو آپ سچن ٹنڈولکر کی مثال لے لیجئے۔ سچن ٹنڈولکر کو کرکٹ کا دیوتا کہا جاتا ہے اور یہ غلط بھی نہیں، یہ کرکٹ کی تاریخ میں 100 سنچریاں بنانے والا پہلا کھلاڑی ہے، یہ تاریخ کا پہلا کھلاڑی ہے جس نے 664 انٹرنیشنل میچز کھیلے اور 34 ہزار 357 رنز بنائے۔ یہ ون ڈے انٹرنیشنل میں دس ہزار رنز بنانے والا پہلا کھلاڑی بھی تھا اور دنیا میں تیز ترین رنز بنانے والا بیٹس مین بھی!
آپ سچن ٹنڈولکر کا اعتماد ملاحظہ کیجئے آسٹریلیا کے بولر بریڈ ہوگ نے 2007ء میں حیدرآباد میں سچن ٹنڈولکر کو آؤٹ کر دیا۔ یہ بریڈ کی زندگی کی سب سے بڑی اچیومنٹ تھی، وہ بال لے کر سچن ٹنڈولکر کے پاس چلا گیا اور بڑی عاجزی کے ساتھ عرض کیا ''سر یہ میری زندگی کا سب سے بڑا موقع ہے، میں نے گاڈ آف کرکٹ کو آؤٹ کردیا، آپ پلیز مجھے اس بال پر آٹوگراف دے دیں، سچن ٹنڈولکر نے گیند لی اور اس پر مارکر سے لکھ دیا دوس ول نیور ہپن اگین'' (تمہاری زندگی میں یہ موقع دوبارہ کبھی نہیں آئے گا) آپ سچن ٹنڈولکر کا اپنی ذات پر اعتماد دیکھئے۔ بریڈ ہوگ کا اس کے بعد سچن ٹنڈولکر سے 21 مرتبہ سامنا ہوا۔ ہوگ نے سچن کا غرور توڑنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا لیکن بریڈ ہوگ دوبارہ اس کی وکٹ نہیں لے سکا، سچن ٹنڈولکر کی اس کامیابی کے پیچھے کیا گر تھا، یہ ساڑھے پانچ فٹ کا عمل ماسٹر تھا، یہ بچہ دکھائی دیتا تھا لیکن اس کے باوجود تاریخ کا سب سے بڑا بیٹس مین بنا اور یہ سب سے زیادہ ٹیسٹ میچ کھیلنے اور رنز بنانے والا کرکٹر بھی، آخر اس شخص کے پاس کون سا فارمولا کون سا گر تھا؟ یہ گر سچن ٹنڈولکر نے 2013ء میں اپنی زبان سے دنیا کو بتایا۔
اس کا کہنا تھا کہ 1989ء میں سولہ سال کی عمر میں انٹرنیشنل کرکٹ میں آیا اور 2013ء میں 200 ٹیسٹ میچ کھیل کر ریٹائر ہوگیا، میرے کیریئر کے 24 سال بنتے ہیں، ان 24 برسوں میں ایک بھی دن ایسا نہیں گزرا جب میں صبح چھ بجے گراؤنڈ نہ پہونچا ہوں، اور میں نے 500 گیند فیس نہ کی ہو، میں نے اپنے کیریئر کے 24 برسوں میں موبائل فون اور آئینہ بعد میں دیکھا اور پانچ سو گیند میں پہلے کھیلیں، انٹرویو کرنے والے نے پوچھا: ''آپ نے کبھی چھٹی نہیں کی؟''
سچن نے جواب دیا: ''میں نے ایک بھی چھٹی نہیں کی'' پوچھنے والے نے پوچھا ''کرسمس، نیشنل ڈے، دیوالی اور دسہرا آپ نے کبھی چھٹی نہیں کی؟'' سچن نے جواب دیا ''میں شادی کے دن اور سہاگ رات سے اگلی صبح بھی ٹھیک چھ بجے گراؤنڈ میں تھا، میں نے زندگی میں میچز کے علاوہ صرف پریکٹس کے دوران 44 لاکھ گیندیں کھیلی ہیں اور یہ وہ 44 لاکھ گیندیں ہیں جن کی وجہ سے لوگ مجھے گاڈ آف کرکٹ کہتے ہیں۔ انٹرویو لینے والے نے پوچھا ''آپ سنچری یا ڈبل سنچری کرنے کے اگلے دن بھی پریکٹس کرتے تھے''؟ سچن ٹنڈولکر نے جواب دیا ''ہم نے 2/اپریل 2011ء کو ورلڈ کپ جیتا تھا، میں ورلڈ کپ جیتنے سے اگلی صبح یعنی 3/اپریل کو بھی چھ بجے گراؤنڈ میں تھا اور میں نے پانچ سو گیندیں کھیلنے کے بعد موبائل آن کیا تھا اور وزیر اعظم من موہن سنگھ کی مبارکباد کی کال ریسیو کی تھی، آپ دیکھئے یہ پریکٹس اور خوفناک حد تک ڈسپلن تھا جس نے پانچ فٹ کے دھان پان سے لڑکے کو دنیا کا سب سے بڑا بیٹس مین بنا دیا، جس کے ریکارڈ کو کوئی توڑ سکا اور شاید ہی کوئی توڑ سکے گا۔ یہ صرف خوش قسمتی، ماں یا قوم کی دعائیں نہیں تھیں یہ اس شخص کا ڈسپلن اور کام سے لگن بھی تھی اور اس لگن نے اسے عزت اور شہرت کی انتہا تک پہنچا دیا۔
یہی فلسفہ مذہب میں لاگو ہوتا ہے جتنی محنت اتنی کامیابی۔ اگر آخرت میں کامیاب ہونا ہے تو ہمیں مذہب پر مکمل عمل کرنا ہوگا بصورت دیگر نمائشی نام نمود سے دنیا کو تو بیوقوف بنایا جاسکتا ہے، دائمی کامیابی حاصل نہیں کی جاسکتی۔

مغربی تہذیب وثقافت اور مسلمان خواتین!

یرید احمد نعمانی

کیا کبھی آپ کسی معروف ڈپارٹمینٹل اسٹور گئے ہیں؟ پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ اپنی اشیا ضرورت کی خریداری میں مصروف ہوں، ایسے میں کسی ''بنت حوا'' کی آواز سوچ وفکر کا دائرہ اپنی طرف مبذول کراتی ہے۔ متعلقہ کمپنی کی مصنوعات کی خوبیوں، فوائد اور ثمرات کی تسبیح میں گنواتی زبان لمحہ بھر کے لئے آپ کو ذہنی وقلبی تذبذب سے دوچار کردیتی ہے۔ کشش صوت سے لے کر ہیئت لباس تک کا ''وصف اور ڈھنگ'' ابلیسی تیر بن کر آپ کی ایمانی وروحانی نظر وفکر کے قالب کو زخمی کرتا نظر آئے گا۔
یہ رونا اور یہ دکھڑا کسی خاص مقام، مکان اور جگہ کا نہیں ہے۔ شامت اعمال کی یہ مشاہداتی تصویریں مسلم معاشرے میں ہر نشیب وفراز اور قدم قدم پر دیکھنے کو ملتی ہیں۔ جاہلیت قدیمہ اور جاہلیت جدیدہ صنف نازک کی تذلیل، تحقیر اور عدم توقیر کے حوالہ سے سرمو کوئی فرق وامتیاز نہیں رکھتیں۔ حوا کی بیٹی ماضی قدیم میں یونانیوں کے ہاں برائیوں کا منبع، عرب کے ہاں ذلت ورسوائی کی علامت اور اہل کلیسا کے ہاں لونڈیوں سے بدتر حیثیت کی حامل گردانی جاتی تھی۔ حد تو یہ ہے کہ نصرانیت باوجود ایک مذہب سماوی کا دعویدار ہونے کے تحریف وتبدل کی رنگ آمیزی سے اس قدر کھوکھلا ہوچکا تھا کہ، عورتوں کے لئے کلام مقدس کو چھونا اور گرجے میں داخلہ تک ممنوع قرار دیا جاچکا تھا۔ اس کے برخلاف اسلام نے ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی صورت میں عورت کے حقوق بیان اور بحال کیے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات تو صنف اناث کو ''آبگینوں'' کی مانند نازک بتلاتی اور ان کی حفاظت کا حکم دیتی ہیں۔
اس وقت حقوق نسواں کی بحالی اور تحفظ کے نام پر ٹڈی دل مغرب زدہ این جی اوز کا وجود نامسعود مسلمان خواتین کو دین سے برگشتۂ خاطر کرنے کے لئے کیا کیا طریقے اور حربے اپنا رہا ہے؟ آیئے! ایک اچٹتی نظر اس کھلی حقیقت پر ڈالتے ہیں:
(۱) معاشرے کے مستحکم اور فیصلہ کن اہمیت وحیثیت رکھنے والے افراد کار سے ربط وضبط بڑھانا تاکہ راستے کی رکاوٹوں کو دور کیا جاسکے (۲) اشتہارات کی تشہیر اور لٹریچر کی اشاعت کے ذریعہ رائے عامہ کی ہمواری (۳) باقاعدہ اور منظم طریقہ کار کے تحت عدالتوں میں ''عورتوں کے لئے جنسی فیصلوں کی آزادی'' کے عنوان سے من پسند شادی کرنے والے جوڑوں کے مقدمات عدالت میں ہیں تاکہ بین الاقوامی سطح پر اس طرز عمل کی زیادہ سے زیادہ پذیرائی ہوسکے۔
(۴) جنسی بے راہ روی کو ہوا دینے کے لئے مخلوط تعلیمی اداروں کے قیام کی بھرپور حوصلہ افزائی (۵) دفاتر، فیکٹریوں اور کارخانوں میں مرد وعورت کے اختلاطی ماحول کی نشوونما۔ نوبت بایں جارسید کہ بعض مسلم ممالک میں مخلوط ماحول پیدا کرنے کے لیے ایجوکیشن، انجینئرنگ، اکاؤنٹس اور دیگر دفتری امور کے لئے خواتین کیڈٹس کی بھرتی جاری وساری ہے (۶) ذرائع ابلاغ کے ذریعہ مخلوط محفلوں کی خبریں، کہانیاں اور رپورتاژ منظر عام پر لائی جارہی ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا سے پیش کیے جانے والے پروگراموں میں جنسی آزادی اور خاندانی منصوبہ بندی کے مقاصد کو خصوصی طور پر اجاگر اور نمایاں کیا جارہا ہے۔
اس صورت حال پر حفیظ جالندھری کے اشعار جاندار اور خوبصورت تجزیہ وتبصرہ معلوم ہوتے ہیں:

محفلیں آباد لیکن گھر کو ویراں دیکھنا

یہ بات اب طشت ازبام ہوچکی ہے کہ ان این جی اوز کے پشت پناہ اقوام متحدہ، امریکہ اور صہیونی گماشتے ہیں، جن کا مقصد حیات ہی اسلام کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا ہے، تسلیم کہ ''معاش'' بعض مخصوص حالات وکیفیات میں کچھ خواتین کی اقتصادی مجبوری ہے؛ لیکن اس کے لئے حدود شرع کو پامال کرنا، اسلامی تعلیمات کا سرعام ''عملی استہزا'' کرنا اور مشرقی روایات واقدار کو پس پشت ڈالنا کہاں کی دانشمندی، روشن خیالی اور تہذیب یافتہ ہونے کی علامت ونشانی ہے؟ اسلام دین فطرت ہے، اس کی روشن، واضح اور غیر مبہم تعلیمات ہر دور وزمانہ میں چھوٹے سے لے کر بڑے تک، عورت سے لے کر مرد تک، بچہ سے لے کر بوڑھے تک، جاہل سے لے کر عالم تک، فقیر سے لے کر غنی تک غرض ہر ایک کے لئے یکساں قابل قبول وعمل تھیں، ہیں اور رہیں گی، کمی اور نقص انسان کی کمزوری اور خامی ہے۔
ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان خواتین اپنی متاع عفت وایمان کی حفاظت، اہمیت اور ضرورت کو اسلام کی آفاقی تعلیمات کی روشنی میں جاننے، سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی سعی بلیغ کریں۔
سردست صاحب ایمان خاتون کا لباس اسلام کی نگاہ میں کیا اہمیت وحیثیت رکھتا ہے؟ اس سوال کا جواب ''دین مبین'' کی تعلیم کردہ ہدایات کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔
☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''اللہ تعالیٰ ان عورتوں پر رحم فرمائے جنھوں نے اسلام کے ابتدائی دور میں (مکہ سے مدینہ) ہجرت کی، جب اللہ پاک نے ''ولیضربن بخمرھنّ علی جیوبھنّ'' کا حکم نازل فرمایا تو انھوں نے اپنی موٹی چادروں کو کاٹ کر دوپٹے بنالیئے۔'' مفسرین لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں مشرک عورتیں سر پر دوپٹہ کرکے بقیہ حصہ کمر پر ڈال دیا کرتی تھیں، اس کے برعکس مسلمان عورتوں کو حکم ہوا کہ سر سمیت سینہ اور گلے پر بھی دوپٹہ ڈالیں۔ (بقیہ: ص ۱۴ پر)

Scanned with CamScanner

اسلام-ایک عملی پیغام

مولانا ابو الکلام آزاد

حجاز کی ایک جماعت قلیل جس کو نہ سازو سامان دنیوی حاصل تھا اور نہ جس کے قبضہ میں دنیاوی عظمت تھی نہ اس کے پاس آلات جنگ تھے۔ نہ کوئی مسلح فوج، راہ حق میں نکل کھڑی ہوئی یہ چند فقراء اور صالحین کی جماعت تھی جنھوں نے دعوت الٰہی کا ساتھ دیا۔ اللہ کی پکار کو سن کر اس کی تلاش میں نکلے، ان پاک باز بندوں نے آسمان کے لئے زمین والوں سے اپنا رشتہ منقطع کرلیا۔

ان کے پاس نہ پُر ہیئت جسم تھے اور نہ خونخوار اسلحہ۔ مگر ان کے سینوں صداقت شعار دل تھے۔ اور ان کی آنکھوں میں سچائی کے آنسو۔ انھوں نے تعلیم الٰہی کو اپنا دستور العمل بنایا۔ انھوں نے ہر اس لفظ کو جو خدا کے محبوب پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلا اپنے اعمال اور افعال کے اندر محفوظ کرلیا۔ ان کی زبانیں خاموش تھیں مگر ان کے اعمال گویا تھے۔ انھوں نے اس اسوۂ حسنہ کی زندگی کو اپنا نصب العین بنالیا۔ جو گو انسان تھا مگر اپنے ہر فعل کے اندر ایک خدا نما جلوۂ الٰہی رکھتا تھا۔ وہ نہ صرف کتابی تعلیم بلکہ ایک عملی نمونہ لے کر دنیا میں بڑھے اور آسمان کی بادشاہت وہ مقدس تخم جس کی منادی شام کے مرغزاروں میں ہوئی تھی۔ حجاز کے ریگستانوں میں نشو و نما پانے لگی۔ تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ ایک سرسبز و تناور درخت نے اپنی ڈالیوں سے کرۂ ارضی کو چھپالیا۔ پرندوں نے اس کی شاخوں کو نشیمن بنائے۔ اور زمین کی تباہ حال مخلوق نے اس کے سایے میں پناہ لی۔

یاد رکھو وہ خدا جو زمان و مکان سے منزہ ہے جب زمین پر آتا ہے تو اپنے بسنے کے لئے گھر چاہتا ہے۔ زمین کی شاندار آبادیاں، پہاڑوں کی سر بہ فلک چوٹیاں سمندر کی ناپائیدار کنار موجیں، صحراؤں کی وسیع میدان۔ یہ سب اس کے لئے بیکار ہیں۔ اس کے بسنے کے لئے چاندی اور سونے کے محل اور صندل و آبنوس کا تخت مطلوب نہیں ہے جس میں لعل الماس کے ٹکڑے جڑے ہوں۔ وہ ان دلوں کا طالب ہے جن میں اس کے درد محبت کے زخموں سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہوں۔ اس کے لئے فقیروں اور خاک نشینوں کی ایک جماعت چاہیے۔ جن کے دل ٹوٹے ہوئے جن کے جگر جلے ہوئے اور جن کی آنکھیں خون بار ہوں۔ یہی ٹوٹے ہوئے کھنڈر اس کے لئے ایوان و محل ہیں۔ اور یہی اجڑی ہوئی بستیاں ہیں جن کو اس نے اپنی آبادی کے لئے چن لیا۔ پس اس قدوس قدیم کا دنیا میں کوئی گھر ہوسکتا ہے تو وہ صرف ان انسانوں کے دل کا آشیانہ محبت ہے جنھوں نے اس گھر کو اس کے بسنے کے لئے پہلے ہی سے سنوار رکھا ہے۔ اور اس کی آرائش و تزئین سے کبھی غافل نہیں ہوئے۔ بس اگر تم اس کے طالب ہو تو ایک جماعت پیدا کرو تا کہ وہ اس کی جمال و قدوسیت کا آشیانہ بنے۔ ایسا آشیانہ جو دلوں کی دنیا میں انقلاب پیدا کردے۔ جو روح کو گرمادے مگر یہ انقلاب پیدا کرنا آسان نہیں۔

دنیا میں مادی انقلابات ہمیشہ سلطنتوں کے تغیرات اور خوں ریز جنگوں کے ظہور سے ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن غور کرو کہ ان میں کا ہر چھوٹے سے چھوٹا انقلاب کیسی گراں قدر و قیمت رکھتا ہے۔ قرنوں کی قرنیں فکر و تدبر میں گذر جاتی ہیں۔ خزانوں کے خزانے لٹا دیئے جاتے ہیں۔ پھر فوجوں کے سمندر طوفان میں آتے ہیں۔ قیمتی سے قیمتی آلات و اسلحہ کروڑوں کی تعداد میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔ بے شمار انسانوں کی قربانیاں دی جاتی ہیں۔ اور خون کی ندیاں بہتی ہیں۔ عورتیں بیوہ بچے یتیم اور والدین زندہ درگور ہو جاتے ہیں۔ جب کہیں جا کر ایک چھوٹا سا انقلاب تکمیل کو پہنچتا ہے۔ جب دنیا کے ان مادی انقلابات کا یہ حال ہے تو پھر اس روحانی اور قلبی انقلابات کو سوچو جو زمین کی سطح اور انسان کے جسموں کو نہیں بلکہ روحوں اور دلوں کی اقلیموں کو پلٹ دینا چاہتا ہے۔ اور کروڑوں انسان کے اعمال و فضائل کے اندر تبدیلی کا خواہشمند ہوتا ہے۔ ان انقلابات کے لئے کیا محض انسانی قوت و تدابیر اور محض اخلاق و مذہب کے چند رسمی اصولوں کو پکار دینا ہی کافی ہوسکتا ہے تم ایک مرتبہ خود اپنے ہی نفس کو آزما کر دیکھو جس پر تم کو پوری قدرت حاصل ہے کیا ایک چھوٹی سی چھوٹی تبدیلی بھی اپنے نفس و اعمال کے اندر تم بآسانی پیدا کرسکتے ہو؟ پھر جب تم ایک نفس کی تبدیلی پر جو خود تمہارے اختیار میں ہے قادر نہیں تو کروڑوں دلوں کو کیوں کر بدل سکتے ہو۔

اصل یہ ہے کہ انسان جسم کو پارہ پارہ کرسکتا ہے۔ مگر دلوں کو مشکل ہی سے بدل سکتا ہے۔ البتہ اگر تم اپنے اندر قوت الٰہی پیدا کرلو۔ اگر اپنی جماعت کے اندر اس کار فرمائے حقیقی کا گھر بنالو تمہاری صداؤں کی جگہ تمہارے اندر سے اس کی آواز نکلنے لگے۔ تمہارے آنکھوں کے حلقوں سے تمہاری نظروں کی جگہ اس کی نگاہیں کام کرنے لگیں۔ تمہارے اعمال و افعال یکسر اس کی صفات و افعال ہوجائیں۔ یعنی از فرق تا بقدم اپنے تمام افعال و اعمال و خصائل میں تم ایک پیکر اخلاق الٰہی بن جاؤ تو پھر کام خود تمہارے کام نہ ہوں گے جن کے لئے انتظار، حسرت اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے۔ بلکہ یکسر اس قادر مقتدر کے کاروبار ہوں گے۔

پھر جب وہ سب کام کا مالک ہے ''تم میں ہوگا'' تو تم کو بھی اس ملک کی ہر شئے پر قدرت حاصل ہوجائے گی کیوں کہ تمہاری قدرت درحقیقت اسی کی قدرت ہوگی۔ تمہاری صدائے دعوت ایک سیلاب انقلاب ہوگی۔ جس کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکے گی۔ تمہاری زبانوں سے جو کچھ نکلے گا۔ وہ دلوں اور روحوں پر نقش ہوجائے گا۔ اور پھر نہ زمین کا پانی اس کو دھو سکے گا اور نہ آسمان کی بارش اس کو محو کرسکے گی۔ تمہاری تعلیم کامرانی کے پھول اور پھل دونوں اپنے ساتھ لائے گی۔ تمہاری آنکھوں سے شعلۂ الٰہی کے جب شرارے نکلیں گے تو دنیا میں کس کی آنکھ ہوگی جو تم سے دوچار ہوسکے گی۔ تمہاری زبانوں سے جب لسان الٰہی کی صدا بلند ہوگی تو خدا کی زبان سن کر کون مخلوق ہے جو لبیک کہے گی۔ تم جس طرف سر اٹھاؤ گے دلوں کو سربہ سجود اور روحوں کی معترف عجز و نیاز پاؤ گے۔ اور خدا کا قادر و مقتدر ہاتھ تم میں سے ظاہر ہو کر ملکوں اور قوموں کو منقلب کردے گا۔

تم نے کبھی اس پر غور کیا ہے کہ یہ کیا بوالعجبی ہے کہ تعلیمات کا اثر اور مقدس صداؤں کی تاثیر ہم میں سے مفقود ہوگئی ہے؟ اس کا کیا سبب ہے کہ پاک سے پاک ارادے ہمارے ذہنوں میں مقید ہیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ خیالات ہماری فکروں میں محبوس ہیں اور پاک تعلیمات صرف ہماری زبانوں پر ہے مگر نہ تو ارادوں میں قبولیت ہے۔ نہ خیالات میں فعالیت اور نہ تعلیمات میں اثر کبھی جس زمانے میں دنیا کے وسیع ٹکڑوں کو صرف زبان کی ایک جنبش نے مضطر و سیماب وار کردیا تھا۔ آج اسی دنیا میں بڑی سی بڑی جماعتوں کی صدہا صدائیں ایک نفس واحد کی غفلت میں بھی حرکت پیدا نہیں کرسکتیں۔ یہی اسلام کی صدائے دعوت تھی جس کے ذریعہ ایک ایک داعی نے ایک ایک اقلیم کو مسخر کرلیا تھا۔ مگر آج یہی دعوت خود اپنے ہی دلوں میں تپش اور گرمی نہیں پیدا کرتی، اصل بات یہ کہ دنیا کا سر ہمیشہ صدائے عمل کے آگے جھکا ہے نہ کہ صدائے قول کے سامنے۔ جب تک مصلح اپنے اندر اپنی اصلاح کا نمونہ نہیں رکھے گا۔ اس کی تعلیم دلوں کی مقبولیت اور روحوں کی اطاعت سے محروم رہے گا۔ آگ جب جلتی ہے کہ سب سے پہلے جلانے والے کو گرم کرتی ہے اگر تمہارے پاس آگ ہے تو رب سے پہلے اپنے آپ کو گرماؤ۔ اسلام نے ایک جماعت صحابہ کرام کی پیدا کردی تھی جو اس تعلیم کا صحیح ترین نمونہ اپنے اندر رکھتی تھی اور ان میں کا ہر فرد اس اسوۂ حسنہ کی قوت سے ایک ایک اقلیم کی تسخیر اپنے قبضۂ اقتدار میں رکھتا تھا۔ ان کے اعمال کے اندر تعلیمات الٰہیہ کی مقدس انگیٹھی شعلہ زن تھی۔ یہ اس لئے وہ جہاں جاتے تھے۔ ایک آتش کدہ اثر اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ آج بھی ان کا نمونہ ہمارے پاس ہے۔ اگر آج ہم ان کے نقش قدم پر چلنے لگیں تو پھر ایک بار دنیا کا نقشہ بدل دیں۔

بچے کو ماں کی پسند کا نام دیا جائے کیرالہ ہائی کورٹ کا فیصلہ

کیرالہ کی عدالت میں حال ہی میں ایک دلچسپ مقدمے کا فیصلہ ہوا جس میں ایک جوڑے کے بچے کا نام جج کو رکھنا پڑا، یہ معاملہ جنوبی انڈیا کی ریاست کیرالہ کا ہے جہاں ہائیکورٹ کے جج نے ناچاقی کی وجہ سے الگ رہنے والے والدین کے بچے کا نام طے کیا؛ کیوں کہ ماں اور باپ میں کسی ایک نام پر اتفاق نہیں ہو رہا تھا، کیرالہ ہائیکورٹ کے جسٹس بیچو کورین تھومس نے انڈین آئین کی ایک شق کے تحت گذشتہ ماہ یہ فیصلہ دیا جس کے تحت ججوں کو والدین یا سرپرست کا کردار اپنانے کی اجازت ہوتی ہے، اس مقدمے کے دوران جسٹس بیچو نے ریمارکس دئے کہ ''والدین کے درمیان مسلسل جھگڑوں سے بچے کے مفادات متاثر نہیں ہونا چاہیے''، ان کا کہنا تھا کہ ''بچے کے لیے نام کی عدم موجودگی بچے کی فلاح یا بہترین مفادات کے لیے موزوں نہیں ہے، بچے کی فلاح کا تقاضا ہے کہ اسے ایک نام دیا جائے، والدین کے درمیان مسلسل جھگڑے بھی بچے کے مفاد میں اچھے نہیں ہوتے''، عدالت نے اپنے فیصلے میں بچے کی والدہ کے تجویز کردہ نام کو ترجیح دیتے ہوئے ولدیت پر کوئی تنازع نہ ہونے کے باعث یہ حکم بھی دیا کہ والد کا نام بھی بچے کے نام میں شامل کیا جائے، بچے کے والد بچے کا نام ''پدما'' رکھنا چاہتے تھے؛ تاہم جج نے فیصلہ دیا کہ بچے کا نام ''پُنیہ'' رکھا جائے، جو کہ اس کی والدہ کی جانب سے تجویز کیا گیا تھا، اور ساتھ میں کہا کہ باپ کے نام کی کنیت دی جائے، عدالت نے کہا کہ ''نام ایک شناخت دیتا ہے'' جو ہمیشہ کے لیے اس فرد کے ساتھ رہتا ہے، جب تک کہ وہ خود اس سے مختلف انتخاب نہ کرے،

یہ معاملہ عدالت کے سامنے اس وقت آیا جب ناچاقی کے سبب الگ رہنے والی خاتون نے ایک درخواست دائر کی کہ وہ اپنے بچے کا نام درج نہ ہونے کے باعث پریشانی کا شکار ہیں، ان کی درخواست کے مطابق بچے کی پیدائش کے سرٹیفکیٹ پر کوئی نام نہ ہونے کی وجہ سے سکول کے حکام نے اس طرح کے سرٹیفکیٹ کو قبول کرنے سے انکار کردیا تھا، انڈین قوانین کے تحت بچے کی پیدائش کے بعد ایک خاص مدت تک نام کے بغیر سرٹیفکیٹ جاری ہوسکتا ہے؛ لیکن جب بچے کی والدہ نے نام رجسٹر کروانے کی کوشش کی تو پیدائش اور اموات کا ریکارڈ رکھنے والے رجسٹرار نے اصرار کیا کہ نام کے اندراج کے لیے والدین کو درخواست دینا ہوگی، تاہم عدالت نے رجسٹرار کے اصرار سے اتفاق نہیں کیا، پیدائش اور اموات کے اندراج سے متعلق قوانین، حکومتی سرکلر اور ماضی کے فیصلوں کا حوالہ دیتے ہوئے جج نے فیصلہ دیا کہ ماں کے تجویز کردہ نام کو مناسب اہمیت دی جانی چاہیے، عدالت نے یہ بھی ہدایت کی کہ سرٹیفکیٹ میں تبدیلیاں 15 دن کے اندر درج کروا کر بچے کو پیدائشی سرٹیفکیٹ دیا جائے، اسی عدالت نے اس سے قبل ایک نابالغ طالب علم کے حق میں فیصلہ سنایا تھا جس نے اپنا نام تبدیل کرلیا تھا؛ لیکن اسکول کی مارک شیٹ میں اس کا پرانا نام ہی درج تھا، طالب علم نے اپنے امتحانات سے قبل حکام کو نام کی تبدیلی کے لیے درخواست دی تھی؛ لیکن یہ تبدیلی امتحان سے متعلق حکام کے ریکارڈ میں ظاہر نہیں ہوئی اور انھیں نئے نام کے ساتھ مارک شیٹ نہیں دی گئی، اس طالب علم نے عدالت کا رخ کیا جس نے حکام کو نام کی تبدیلی کے لیے ان کی درخواست قبول کرنے کا حکم دیتے ہوئے ریمارکس دیے کہ ہر شخص کو اپنے نام کا اظہار اپنے طریقے سے کرنے کا بنیادی حق ہے، 2022 میں کیرالہ ہائیکورٹ میں زیر سماعت ایک اور مقدمے میں جج نے پیدائش کے سرٹیفکیٹ اور دیگر دستاویزات میں ماں کا نام شامل کرنے کے حق کو تسلیم کیا تھا، اس مقدمے میں درخواست گزار جس کی پیدائش کے وقت ان کی والدہ غیر شادی شدہ تھیں اور ان کی والدہ نے عدالت سے رجوع کیا تھا، نیوز پورٹل ''بار اینڈ بنچ'' کے مطابق عدالت نے اپنے فیصلے میں کہا تھا کہ ''اس ملک میں عصمت دری کا شکار ہونے والے بچے اور غیر شادی شدہ ماؤں کے بچے ہیں، ان کی پرائیویسی، وقار اور آزادی کے حق کو کسی بھی اتھارٹی کے ذریعہ کم نہیں کیا جاسکتا'' 2015 میں سپریم کورٹ نے میونسپل اداروں کو ہدایت کی تھی کہ وہ شادی سے پہلے پیدا ہونے والے بچوں کے لیے پیدائش کا سرٹیفکیٹ جاری کرتے وقت باپ کے نام پر اصرار نہ کریں؛ بلکہ صرف ماں کا نام درج کریں۔ (بی بی سی اردو)

Scanned with CamScanner

بقیہ: یادوں کے چراغ.................

گویا 1972ء سے باقاعدہ تدریس کا تعلق مظاہر علوم سے قائم ہوا اور تا ایں دم مختلف اتار چڑھاؤ کے ساتھ یہ سلسلہ جاری رہا؛ چنانچہ اس سال بھی ترجمہ قرآن پاک کا سبق آپ سے متعلق رہا؛ لیکن اعذار اور بیماری کی وجہ سے آپ نے وہ سبق مولانا سید محمد عثمان (پیر صاحب) کے حوالہ کر دیا تھا۔

نصف صدی سے زائد اس طویل عرصہ میں مولانا سید محمد شاہد صاحب نے مظاہر علوم کے لئے وہ عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں جو تاریخ مظاہر کا ایک اہم باب ہے اور مظاہر علوم کا مؤرخ جلی عنوان سے آپ کی خدمات کو لکھے گا۔

وفات: مظاہر علوم سہارنپور کا یہ عظیم الشان مردِ مجاہد اپنی زندگی کی تمام تر علمی صلاحیت اور ذہنی توانائی صرف کر کے لائق تحسین خدمات انجام دے کر 20 ربیع الاول 1445ھ/6 اکتوبر 2023ء جمعہ کے روز قبیل مغرب جوارِ رحمت میں منتقل ہوگیا، اللہ تعالیٰ مولانا محمد شاہد صاحب کو اپنی خصوصی رحمتوں سے نہال فرمائے، جنت کی باغ و بہاران کا مقدر فرمائے۔

آخری بات درجنوں کتابیں آپ کی قلمی یادگار ہیں، جس میں بعض بعض کئی جلدوں میں ہیں۔ 1993ھ سے جامعہ مظاہر علوم کے امین عام تھے، اس وقت اپنی حالات زندگی حیاتِ مستعار کے نام سے لکھ رہے تھے، جس کی تین جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں، چوتھی اور آخری جلد زیر تصنیف تھی، جامعہ مظاہر علوم اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے باہمی تعلقات پر ایک دستاویزی کتاب ''دو علمی آبشار'' طباعت کے لئے پریس جا چکی ہے۔

بقیہ: مغربی تہذیب و ثقافت.................

یہ حکم سن کر صحابیات نے موٹی چادروں کو کاٹ کر اپنے دوپٹے بنالئے، کیونکہ باریک کپڑے سے سر اور بدن کا پردہ نہ ہو سکتا تھا۔ ''تحفۂ خواتین'' میں مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ حدیث مذکور کے ذیل میں رقمطراز ہیں: ''آج کل کی عورتیں سر چھپانے کو عیب سمجھتی ہیں اور دوپٹہ اوڑھتی بھی ہیں تو اس قدر باریک ہوتا ہے کہ سر کے بال اور مواقع حسن و جمال اس سے پوشیدہ نہیں ہوتے، دوسرے اس قسم کا دوپٹہ بناتی ہیں کہ سر پر ٹھہرتا ہی نہیں چکناہٹ کی وجہ سے بار بار سرکتا ہے اور پردہ کے مقصد کو فوت کر دیتا ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ پاک ایسے مرد پر لعنت فرماتے ہیں جو عورت کا لباس پہنے اور ایسی عورت بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت کی سزاوار ٹھہرتی ہے جو مرد کا پہناوا زیب تن کرے'' اس حدیث مبارک کی روشنی میں اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالیے! فیشن پرستی کا ماحول، موسم اور فضا اباحیت پسندی، جنسی بے راہ روی، فحاشی و عریانی اور مادیت کی یورش ہر سو بپا کئے ہوئے ہے، نادانی خود فریبی اور نفس پرستی کا شکار مسلمان ''غیروں'' کی نقالی میں اس قدر منہمک ہو چکا ہے کہ مرد و زن کے ہیئت لباس، نوعیت کار اور پیدائشی فرق تک کو ختم کر دینے پہ تلا ہوا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اہل جہنم کے دو طبقے ایسے ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا، ان دو گروہوں میں سے ایک تو وہ قوم ہوگی جن کے پاس کوڑے ہونگے گائے کی دم کی طرح اور اس سے وہ لوگوں کو (ناحق) ماریں گے، دوسرا طبقہ ان عورتوں کا ہے جو بظاہر کپڑے پہنے ہوں گی لیکن پھر بھی ننگی ہوں گی، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی جانب میلان رکھنے والی ہوں گی'' ان کے سر خوب بڑے بڑے اونٹوں کے کوہان کی طرح ہوں گے، وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پا سکیں گی؛ حالانکہ اس کی خوشبو اتنی دور سے آرہی ہوگی۔'' کتنی سخت وعید ہے ان دختران ملت کے واسطے جو اسلامی معاشرت اور اوضاع و اطوار سے صرف نظر کر کے جدت پسندی اور باطل رسوم و رواج کو اپنی کامیابی کی کلید اور ترقی کا زینہ سمجھ بیٹھی ہیں۔ کیا آج مغرب کی مادہ پرستی نے عورت کو زمانہ جاہلیت کی طرح عزت کی اوج ثریا سے خاکِ ذلت پر نہیں دے مارا؟ کیا آج امت مسلمہ کی مائیں، بہنیں اور بیٹیاں مغربی استعمار کے دام تزویر کا شکار نہیں؟ فیصلہ آپ پر ہے!!

فطرت سے بغاوت کے نتیجے میں خود اس یورپ کی معاشرتی ٹوٹ پھوٹ اور خانگی زندگی کی زبوں حالی کیا صورت و شکل اختیار کر چکی ہے؟ اس ضمن میں سوویت یونین کے آخری صدر میخائل گورباچوف کا یہ ''اعتراف جرم'' سند کے طور پر پیش کرنے کے لئے کافی ہے، جس میں انھوں نے کہا: ''ہم نے عورتوں کو گھر سے نکال کر بہت بڑی غلطی کی ہے، اس سے اگرچہ ہماری مصنوعات بڑھ گئیں؛ لیکن ہم معاشرتی ابتری کا شکار ہو گئے ہیں''

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستان وجود

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ

جب اس دنیا پر بے حسی اور موت کا سکوت طاری ہو جاتا ہے اور شہر کی ساری آبادی معاش کی جد و جہد میں سرتاپا غرق ہو جاتی ہے اور دنیا میں مادی ضرورتوں کے علاوہ کوئی ضرورت اور محسوس حقیقتوں کے علاوہ کوئی اور حقیقت جیتی جاگتی نظر نہیں آتی، مؤذن کی اذان اس طلسم کو توڑتی اور اس کا اعلان کرتی ہے کہ نہیں جسم اور پیٹ سے زیادہ ایک دوسری روشن حقیقت ہے اور وہی کامیابی کی راہ ہے۔ ''حی علی الصلوة، حي علی الفلاح'' بازار کا شور اس نعرہ حق کے سامنے دب جاتا ہے اور سب حقیقتیں اس حقیقت کے سامنے ماند پڑ جاتی ہیں اور اللہ کے بندے اس آواز پر دیوانہ وار دوڑ پڑتے ہیں، جب رات کو پورا شہر میٹھی نیند سوتا ہے اور جیتی جاگتی دنیا ایک وسیع قبرستان ہوتی ہے دفعتاً موت کی اس بستی میں زندگی کا چشمہ اس طرح ابلتا ہے جس طرح رات کی سیاہی میں صبح کی سفیدی نمودار ہو ''الصلوة خیر من النوم'' سے اونگھتی سوتی انسانیت کو تازگی اور انسانیت کا نیا پیغام ملتا ہے جب کسی طاقت و سلطنت کا کوئی فریب خوردہ ''انا ربکم الاعلیٰ'' ''میں تمہارا سب سے اونچا پروردگار ہوں'' اور ''مالکم من اِلٰہٍ غیرہ'' ''میرے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں'' کا نعرہ لگاتا ہے تو ایک غریب مؤذن بینہ اس کی مملکت کی بلندیوں سے ''اللہ اکبر'' اس دعوائے خدائی کا تمسخر اڑاتا ہے۔ اور اشہد ان لا الہ الا اللہ کہہ کر حقیقی بادشاہت کا اعلان کرتا ہے، اس طرح دنیا کا مزاج بے اعتدالی سے اور اس کا دماغ بہکنے سے محفوظ رہتا ہے، اس عرفان، ایمان اور اعلان کا سرچشمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ کی تعلیم اور دعوت ہے اب یہی عرفان، ایمان اور اعلان دنیا کی حیات نو کا سرچشمہ اور ہر صحیح و صالح انقلاب کا واحد ذریعہ ہے۔

یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز ☆☆ نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستان وجود ☆☆ ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۰/۵۵۸/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ شمسیہ گورگاواں گڈا)

یاسمین خاتون بنت محمد ذاکر انصاری مقام حسن کرہریا، ڈاکخانہ انجنا، ضلع گڈا۔۔فریق اول

بنام

محمد کالے انصاری ولد محمد اسلام مقام وڈاکخانہ دیوگورا، ضلع گڈا۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ چار سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ شمسیہ گورگاواں ضلع گڈا، جھارکھنڈ میں نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ مطابق ۶ نومبر ۲۰۲۳ء روز سوموار کو بوقت ۹ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۸/۴۵۸۴/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء مصطفیٰ نگر، سہرسہ)

انوری خاتون بنت محمد الیاس مقام پرا ہی وارڈ نمبر ۱۳، ڈاکخانہ نوہٹا، ضلع سہرسا..........فریق اول

بنام

محمد صدام ولد لامعلوم پتہ لامعلوم..................................فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر سہرسہ میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۷ ربیع الآخر ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۲ نومبر ۲۰۲۳ء روز اتوار پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں اس معاملہ کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۷/۴۵۸۳/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء مصطفیٰ نگر، سہرسہ)

سلیمہ خاتون بنت محمد کرامت مقام سروار وارڈ نمبر ۲، ڈاکخانہ منیا، ضلع سہرسا...............فریق اول

بنام

محمد کوثر ولد محمد عثمان پتہ لامعلوم، ضلع مدھے پورہ..............................فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر سہرسہ میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۷ ربیع الآخر ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۲ نومبر ۲۰۲۳ء روز اتوار پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں اس معاملہ کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۶۵/۱۴۹۳/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ کٹیہار)

رخسار خاتون بنت محمد حفیظ مقام برسنہ محلہ نزد مسجد ڈاکخانہ کٹیہار، ضلع کٹیہار۔۔فریق اول

بنام

شہزاد علی ولد عظمت علی مقام گوالن، ڈاکخانہ گوالن، ضلع اتر دیناج پور۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ چار سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ کٹیہار میں نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۱ نومبر ۲۰۲۳ء روز سنیچر کو بوقت ۹ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

Scanned with CamScanner

ہفتـــۂ رفتـــہ

محمد اظہار

پانچ ریاستوں میں اسمبلی کا انتخابات کی تاریخوں کا اعلان

الیکشن کمیشن آف انڈیا (ای سی آئی) نے 8 اکتوبر 2023 کو پانچ ریاستوں میزورم، چھتیس گڑھ، مدھیہ پردیش، راجستھان اور تلنگانہ میں ہونے والے اسمبلی انتخابات کے شیڈول کا اعلان کردیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق انتخابی پینل نے ایک پریس کانفرنس کا اہتمام کیا تھا جس میں پولنگ کی تاریخوں کے مراحل کی تعداد اور کاغذات نامزدگی داخل کرنے اور واپس لینے کی تاریخوں کا اعلان کیا گیا تھا۔ ریاست میزورم میں 7 نومبر کو ایک ہی مرحلے میں انتخابات ہوں گے۔ تمام ریاستوں کے اسمبلی انتخابات کے لیے ووٹوں کی گنتی 3 دسمبر کو ہوگی اور اسی دن نتائج جاری کیے جائیں گے۔ الیکشن کمیشن کے مطابق مدھیہ پردیش میں 17 نومبر کو ایک ہی مرحلے میں پولنگ ہوگی، جب کہ چھتیس گڑھ میں 7 اور 17 نومبر کو پولنگ ہوگی۔ راجستھان میں 23 نومبر اور تلنگانہ میں 30 نومبر کو ووٹنگ ہوگی۔ شمال مشرقی ریاست میزورم میں 7 نومبر کو پولنگ ہوگی۔ واضح ہو کہ ان پانچ ریاستوں میں قانون ساز اسمبلیوں کی مدت دسمبر 2023 اور جنوری 2024 کے درمیان ختم ہونے والی ہے۔ ECL عام طور پر قانون ساز اسمبلی کی مدت ختم ہونے سے چھ سے آٹھ ہفتے پہلے انتخابی شیڈول کا اعلان کرتا ہے۔ آنے والے اسمبلی انتخابات تمام بڑی سیاسی جماعتوں کے لیے ایک بڑا امتحان ہے۔ پانچ میں سے دو ریاستوں راجستھان اور چھتیس گڑھ میں کانگریس برسراقتدار ہے جبکہ مدھیہ پردیش میں بی جے پی حکمران جماعت ہے۔ کے سی آر کی زیر قیادت بھارت راشٹر سمیتی (BRS) تلنگانہ میں برسراقتدار ہے، اور میزو نیشنل فرنٹ (MNF) میزورم میں برسراقتدار ہے۔ 2024 کے عام انتخاب سے قبل ان پانچ ریاستوں کے انتخاب کو بے حد اہم سمجھا جا رہا ہے۔ مدھیہ پردیش، چھتیس گڑھ اور راجستھان کے اسمبلی انتخاب کے نتائج سے یہ واضح ہوجائے گا کہ عوام کا موڈ کیا ہے۔ کیونکہ جنوبی ہندوستان میں برسراقتدار بی جے پی کو زیادہ سیٹوں کی توقع نہیں ہے اس کی ساری توجہ ہندی بیلٹ پر مرکوز ہے۔ اور ہندی بیلٹ کی چار اہم ریاستوں مدھیہ پردیش، گجرات، تلنگانہ اور چھتیس گڑھ میں سے صرف مدھیہ پردیش میں ہی بی جے پی کی سرکار ہے اور وہ بھی جس طرح بنی ہے اس کی بھی ایک الگ کہانی ہے۔ ایسے میں بی جے پی کو نہ صرف ہندی بیلٹ کی ان تمام ریاستوں کو جیتنا ہوگا بلکہ اس کامیابی اور ووٹ شیئر کو 2024 کے عام انتخاب تک لے جانا ہوگا۔ اگر بی جے پی نے اس محاذ پر اپنی کمزوری دکھائی تو پھر 2024 کے عام انتخاب میں اس کے لئے سرکار بنانا مشکل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ 2024 کے عام انتخاب میں بی جے پی کو چیلنج دینے کے لئے اپوزیشن اتحاد کا محاذ INDIA کافی فعال ہے اور وہ بی جے پی کے مقابلے میں محاذ کے کسی ایک نمائندے کو ہی ٹکٹ دینے کا ارادہ کررہی ہے۔ (سماج نیوز سروس)

ذات پر مبنی مردم شماری پر روک سے سپریم کورٹ کا انکار

سپریم کورٹ نے ذات پر مبنی مردم شماری کے معاملے میں بڑی راحت دیتے ہوئے رپورٹ شائع کرنے یا ڈیٹا جاری کرنے پر روک لگانے سے متعلق عرضی کو یہ کہتے ہوئے خارج کردیا کہ وہ ریاستی حکومت یا کسی بھی حکومت کو فیصلہ لینے سے نہیں روک سکتے۔ جسٹس سنجے کھنا اور ایس وی این بھٹی کی بینچ نے خود مختار اداروں ایک سوچ ایک پریاس، یوتھ فار اکولیٹی اور دیگر عرضیوں پر سماعت کرتے ہوئے کہا کہ فی الحال ذات پر مبنی مردم شماری کے معاملے کو جس کا تس رکھنے کا حکم نہیں دیا جاسکتا کیوں کہ ریاستی حکومت کو پالیسی پر مبنی فیصلہ لینے سے روکنا غلط ہوگا۔ بینچ نے زبانی کہا کہ ہم ریاستی حکومت یا کسی بھی حکومت کو فیصلہ لینے سے نہیں روک سکتے۔ بینچ نے حالانکہ کہا کہ ''ہم ڈیٹا اکٹھا کرنے کے ریاست کے اختیار اور دیگر سبھی معاملوں کی جانچ کرنے جا رہے ہیں'' عدالت عظمی نے ذات پر مبنی مردم شماری کرانے کے ریاستی حکومت کے فیصلے کو برقرار رکھنے کیلئے پٹنہ ہائی کورٹ کے فیصلے کو چیلنج دینے والی عرضیوں پر ریاستی حکومت کو نوٹس جاری کیا۔ بینچ نے بہار حکومت کو 4 ہفتہ کے اندر جواب دینے کی ہدایت دیتے ہوئے کہا کہ وہ اس معاملے میں جنوری 2024 میں غور کریں گے، اس کے بعد عرضی کنندگان کو جواب داخل کرنے کیلئے 4 ہفتے کا وقت بھی دیا گیا۔ (تاثیر بیورو)

عدالت عظمی نے این سی پی لیڈر فیصل کو دی عبوری راحت

سپریم کورٹ نے نیشنلسٹ کانگریس پارٹی (این سی پی) کے رہنما محمد فیصل کو مرکزی وزیر پی ایم سعید کے داماد کے قتل کی کوشش کے مقدمے میں عبوری راحت دیتے ہوئے پارلیمنٹ میں ان کی رکنیت بحالی کی راہ ہموار کی۔ جسٹس ہریشی کیش رائے اور سنجے کرول کی بنچ نے لکشدیپ کے ایم پی فیصل کی عرضی پر کیرالہ ہائی کورٹ کے 3 اکتوبر کے حکم پر روک لگادی۔ سپریم کورٹ نے مسٹر فیصل کی درخواست پر یونین ٹیریٹری انتظامیہ کو نوٹس جاری کیا اور اسے چار ہفتوں کے اندر اپنا جواب داخل کرنے کی ہدایت کی۔ ہائی کورٹ نے ایم پی فیصل کی سزا پر روک لگانے سے انکار کردیا تھا جس کے خلاف انہوں نے سپریم کورٹ میں اپیل کی تھی، ہائی کورٹ کے 3 اکتوبر کے فیصلے کے پیش نظر لوک سبھا سکریٹریٹ نے 4 اکتوبر کو انہیں دوسری بار پارلیمنٹ کی رکنیت کے لیے نااہل قرار دیا تھا۔ اس سے قبل لکشدیپ کی سیشن کورٹ کے حکم کے بعد لوک سبھا سکریٹریٹ نے انہیں 13 جنوری کو پارلیمنٹ کی رکنیت کے لیے نااہل قرار دیا تھا۔ سیشن کورٹ نے اسے 10 سال قید بامشقت کی سزا سنائی تھی۔ ایم پی فیصل اور تین دیگر کو 2009 کے لوک سبھا انتخابات کے دوران آنجہانی مرکزی وزیر پی ایم سعید کے داماد محمد صالح کو قتل کرنے کی کوشش کرنے کے الزام میں 11 جنوری 2023 کو لکشدیپ کے کاوارتی کی ایک سیشن عدالت نے 10 سال قید کی سزا کے ساتھ ایک لاکھ روپے کا جرمانہ کا فیصلہ سنایا تھا۔ (ایجنسی)

طب وصحت

کئی امراض میں مفید قدرتی جڑی بوٹیاں

جب دنیا میں میڈیکل سائنس نے ترقی نہیں کی تھی، اور دوائیں بنانے والی جدید کمپنیاں نہیں بنیں تھی، تب لوگ قدرتی جڑی بوٹیوں سے ہی بڑے سے بڑی بیماریوں کا علاج کرتے تھے۔ ٹیکنالوجی کی ترقی کے باوجود قدرتی اشیاء کی اہمیت میں کوئی کمی نہیں آئی، اب میڈیکل سائنس میں بھی جڑی بوٹیوں کا استعمال کیا جاتا ہے، آج بھی دنیا بھر میں مختلف بیماریوں کا علاج گھریلو ٹوٹکوں یا قدرتی جڑی بوٹیوں سے کیا جاتا ہے۔ تازہ جڑی بوٹیاں نہ صرف اچھے ذائقے کا باعث بنتی ہیں بلکہ صحت مند اثرات کی حامل بھی ہیں۔ ہمارے کچن میں موجود جڑی بوٹیاں سینکڑوں سال سے بطور دوا بھی استعمال ہورہی ہیں۔ ذیل میں ایسی چند جڑی بوٹیوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

لہسن: لہسن کو علاج کے لئے صدیوں سے استعمال کیا جا رہا ہے، جدید سائنس کے زیر اہتمام ہربل میڈیسن میں سن 1700 سے لہسن کو بطور دوا استعمال کیا جارہا ہے، لہسن میں شامل اجزاء جہاں اینٹی بائیوٹک کا کام کرتے ہیں، وہیں یہ اینٹی وائرل، اینٹی فنگل اور اینٹی مائکروبیل کا کام بھی کرتے ہیں۔ آسان الفاظ میں یہ کہ لہسن میں شامل اجزاء انسانی جسم میں پیدا ہونے والے بیکٹیریا اور جراثیم سے تحفظ فراہم کرتے ہیں۔

شہد: شہد کو سینکڑوں سال سے کئی بیماریوں سے بچاؤ کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس میں شامل قدرتی اجزاء ہاضمے کو درست کرنے اور نزلہ، زکام، بلغم اور سینے میں درد جیسے مسائل سے نجات دلاتے ہیں، یہ خون کو صاف کر کے چہرے کی رونق بھی بحال کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

پودینہ: پودینہ مختلف کھانوں میں ذائقہ اور خوشبو کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ مغربی ثقافت میں صحت کے حوالے سے اس کا استعمال عام ہے۔ پودینہ عموماً پیٹ کے امراض اور نظام انہضام کو درست کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اس کی خوشبو منہ میں موجود گلینڈ اور ہضم کرنے والے انزائمز کو فروغ دیتی ہے۔ یہ خون صاف کرکے جلد کو چمک دار بناتا ہے۔

ہلدی: ہلدی کا استعمال نہ صرف کھانوں بلکہ دواؤں میں بھی کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا مرکب ہے جو ماحولیاتی زہریلے مادوں کو جو سرطان پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں جسم سے خارج کرتا ہے۔ ہلدی کو سوزش، جوڑوں کے درد، دل کی صحت، ذہنی صلاحیتوں میں اضافہ، کینسر اور ذیابیطس سے بچاؤ میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

اکنیشا کا پھول: اکنیشیا Echinacea نامی اس خاردار گلابی پھول کو طویل عرصہ سے ہربل میڈیسن میں استعمال کیا جارہا ہے، اس پھول میں شامل اجزاء خون میں خرابی کو روکتے ہیں۔ اس پھول میں شامل اینٹی بیکٹیریل اجزاء نزلہ وزکام سے بھی محفوظ رکھتے ہیں۔

اس پھول کو مخروطی پھول والا پودا یا کھڑے پھول والا پودا بھی کہا جاتا ہے۔

روزمیری: روزمیری خون کی نالیوں کی توڑ پھوڑ کو روک کر ہمارے دل پر صحت مند اثرات مرتب کرتی ہے۔ روزمیری میں کانوسک ایسڈ اور کارنوسول پایا جاتا ہے جو کینسر کے پھیلاؤ کو روکتے ہیں۔

اجوائن خراسانی: اجوائن خراسانی Henbane میں بہت سے اینٹی آکسیڈینٹس Antioxidants کے علاوہ وٹامن اے اور سی پائے جاتے ہیں جو کئی کینسر پیدا کرنے والے خلیوں کی پیداوار کو روکتے ہیں، اس کے کئی اثرات دل کی صحت کو بحال رکھتے ہیں اور ہائی بلڈ پریشر کنٹرول کرتے ہیں۔

ادرک کا استعمال: معدے اور آنتوں کی بیماریوں میں ادرک کا کردار بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ خصوصاً مورننگ سکنیس کی وجہ سے ہونے والے اسہال اور متلی، دوران حمل ہونے والی قے اور متلی میں ادرک کا استعمال مفید ہے، کینسر میں کیموتھراپی کے بعد ادرک کے استعمال سے فائدہ ہوتے دیکھا گیا ہے، خوراک میں ادرک کا استعمال جوڑوں میں ہونے والے درد اور سوزش کے لئے مفید ہے۔

دارچینی: دارچینی میں درد اور سوزش کش اثرات پائے جاتے ہیں۔ صحت مند اثرات کی حامل یہ جڑی بوٹی معدے اور آنتوں کے بگاڑ میں بھی مفید ہے۔ دارچینی میں نہ صرف اینٹی آکسیڈینٹس پائے جاتے ہیں بلکہ یہ بلڈ شوگر لیول کو بھی قابو میں رکھتی ہے۔ ٹائپ 2 ذیابیطس کے مریضوں میں مضر صحت کولیسٹرول کی سطح کو بھی کم کرتی ہے۔

جوڑوں کے درد میں بچھو بوٹی: بچھو بوٹی Stinging Nettle ایک عام سی بوٹی ہے۔ اس سے جوڑوں کے امراض کا اچھا علاج ہوسکتا ہے، یہ جوڑوں کی سوزش اور درد کو کم کرتی ہے اس کے علاوہ بچھو بوٹی کے استعمال سے سکری کا خاتمہ ہوتا ہے اور بال چمک دار ہوتے ہیں۔ پراسٹیٹ کے مرض Benign Prostatic Hyperplasia BPH میں بھی مفید ہے۔ بچھو بوٹی کو چائے یا سوپ میں ڈال کر استعمال کیا جاتا ہے۔

ثابت دھنیا: ثابت دھنیا صحت مند کولیسٹرول بڑھانے میں مفید ہے۔ اس سے مضر صحت کولیسٹرول کم ہوتا ہے، ثابت دھنیے میں جراثیم کش اور پھپھوندی کش اثرات بھی پائے جاتے ہیں۔

تیزپات: تیزپات سردی سے لگنے والے کئی امراض کے علاج میں معاون ہے۔ اس کے روغن میں Cineole پایا جاتا ہے جو بند ناک کھولنے اور Sinus کو سکون بخشنے میں معروف ہے۔

گگروندا ہاضمے میں مفید ہے: میری لینڈ یونیورسٹی آف میڈیسن کے مطابق گگروندا (Dandelion) ایک قدرتی پیشاب آور دوا ہے۔ اس کا استعمال قوت ہاضمہ کی کمی امراض جگر اور ہائی بلڈ پریشر میں کیا جاتا ہے گگروندے کی جڑوں سے جگر، معدہ اور پتا کی اصلاح ہوتی ہے۔ (راشدہ عفت میموریل)

Volume:63/73,Issue:39 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi, Regd No-BIHURD/4136/61

ویسے تو اک آنسو ہی بہا کر مجھے لے جائے
ایسے کوئی طوفان ہلا بھی نہیں سکتا
(وسیم بریلوی)

جس کی جتنی بھاگیداری، اُس کی اُتنی حصہ داری

ڈاکٹر یامین انصاری

آئندہ عام انتخابات میں اب تقریباً چھ ماہ کا وقت باقی ہے۔ ملک میں جاری سیاسی ہلچل سے ان انتخابات کی آہٹ سنائی بھی دینے لگی ہے۔ اگر چہ اس سے پہلے کئی ریاستوں کے اسمبلی انتخابات ہونے ہیں۔ لیکن حکمراں جماعتوں اور اپوزیشن جماعتوں کی جانب سے انتخابی ایجنڈہ تقریباً طے ہو چکا ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ مرکز اور اکثر ریاستوں میں بی جے پی ہی انتخابی ایجنڈہ طے کرتی رہی ہے۔ 2014ء میں مرکز میں مضبوط حکومت بننے کے بعد تو جیسے وہ پورے ملک کی سیاست پر حاوی ہوگئی ہے۔ 'راشٹر واد' اور 'دیش بھکتی' کے نام پر بی جے پی نے ملک کی سیاست کو ایک نئے رخ پر موڑ دیا ہے۔ اس میں بی جے پی کی اعلیٰ قیادت سے لے کر مقامی سطح کے لیڈران تک پیش پیش ہیں۔ اگر چہ ملک میں اس نئی سیاسی لہر کے مضر اثرات بھی مرتب ہوئے ہیں، مگر کامیابی کے رتھ پر سوار بی جے پی کو ملک کے مفاد سے زیادہ اپنا سیاسی مفاد نظر آتا ہے۔ اپوزیشن جماعتیں اسی تگ و دو میں ہیں کہ کس طرح بی جے پی کے اثر کو کم یا ختم کیا جائے۔ کیونکہ وزیر اعظم جیسے باوقار عہدے پر بیٹھے نریندر مودی خود راجستھان کی انتخابی ریلی میں کنہیا لال قتل کیس کا ذکر کرتے ہیں، مگر وہیں راجستھان کے شمبھو لال دیگر کے وحشی پن اور ناصر وجنید کو زندہ جلا دینے کے واقعہ کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اب اس سے آپ چھوٹے اور مقامی لیڈران کی سیاسی سطح کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ہندوتوا کے ارد گرد گھومنے والی سیاست کی یہ وہ لکیر ہے جو 2014ء میں کھینچ دی گئی تھی، اب اپوزیشن جماعتیں اس لکیر کو چھوٹا ثابت کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

اپوزیشن جماعتوں نے پہلے انڈیا اتحاد بنا کر اور اب بہار میں ذات پر مبنی گنتی کے اعداد و شمار عام کر کے ہندوتوا کی سیاسی لکیر کے آگے ایک بڑی لکیر کھینچ دی ہے۔ خود کو نا قابل شکست سمجھنے والی بی جے پی کو آنے والے دنوں میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ 70 کی دہائی میں ایمر جنسی کے خلاف جے پی کی تحریک اور پھر ریزرویشن کی سیاست کی قیادت کرنے والے بہار نے ایک بار پھر ملک کی سیاست میں بڑی تبدیلی کا اشارہ دے دیا ہے۔ پچھلی ایک دہائی سے راشٹر واد یا ہندوتوا کی سیاست ملک پر حاوی ہے اس میں کوئی سخت ہندوتوا کی بات کرتا ہے تو کہیں سے نرم ہندوتوا کی آواز سنائی دیتی ہے۔ ملک کے اصل مسائل اور محروم و مظلوم طبقے کی آواز اٹھانے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ بہار کی جے ڈی یو اور آر جے ڈی کی سرکار نے ذات کی بنیاد پر ہونے والے سروے کے نتیجے جاری کر کے ایسا دھماکہ کیا ہے، جس سے نہ صرف بہار بلکہ پورے ملک میں سیاسی تبدیلی کی آہٹ سنائی دینے لگی ہے۔ یقیناً اس سروے کے اثرات پورے ملک پر مرتب ہوں گے اور ملکی سطح پر و دیگر ریاستوں میں بھی اسی طرح کے سروے کا مطالبہ بڑھے گا۔ بلکہ ملکی سطح پر سروے کرانے کی آواز میں اٹھنے بھی لگی ہیں۔ کچھ ریاستوں میں ذات پر مبنی سروے ہو بھی چکے ہیں، ان میں تلنگانہ اور کرناٹک شامل ہیں، حالانکہ یہاں ابھی اس سروے کے نتیجے جاری نہیں کئے گئے ہیں۔ بہار کے بعد اب ان ریاستوں پر بھی دباؤ ہوگا کہ وہ رپورٹ جاری کریں۔ مہاراشٹر، اڈیشہ اور جھارکھنڈ میں بھی ایسے سروے کو اسمبلی میں منظور کئے جانے کی خبریں ہیں۔ دراصل کوئی بھی سیاسی جماعت اس موضوع سے کنارہ کشی نہیں کر سکتی۔ کیونکہ جو نتیجے بہار سے سامنے آئے ہیں، تقریباً پورے ملک میں وہی صورت حال ہے۔ اس لئے ملک کی دو تہائی آبادی کو آخر کوئی بھی سیاسی جماعت کیسے نظر انداز کر سکتی ہے۔ چونکہ اس معاملے میں بہار حکومت یا اپوزیشن نے بازی مار لی ہے تو بی جے پی کے لئے کشمکش کی صورت حال پیدا ہوگئی ہے۔ بی جے پی اعلیٰ ذات کی سیاست کرتی ہے اور اس کا اصل ووٹ بینک بھی اعلیٰ ذاتیں ہی ہیں، یہ سب عیاں ہے بی جے پی کے پاس اس کا کوئی تسلی بخش جواب فی الحال نظر نہیں آتا۔ ذات پر مبنی سروے کے مطابق بہار میں پسماندہ اور غیر معمولی طور پر پسماندہ ذاتوں (پچھڑا اور اَتی پچھڑا) کی آبادی کا مجموعی فیصد کم و بیش 63 فیصد ہے۔ اگر یہ آبادی اور مسلمانوں کی 17 فیصد آبادی کو ایک ساتھ لایا جائے تو یہ آبادی کا 80 فیصد ہوگا۔ اس طرح ریاست میں یہ ایک بہت بڑی طاقت بنتی ہے۔ اگر انڈیا اتحاد ان طبقات کو براہ راست یہ سمجھانے میں کامیاب ہوگیا کہ اتنی بڑی آبادی کے باوجود اقتدار، تعلیم اور ملازمتوں میں ان کی حصہ داری معمولی ہے تو یقیناً ان کے ذہنوں میں یہ آجائے گا کہ مرکز اور ریاست دونوں جگہ ایسی سیاسی جماعتوں کا اقتدار لازمی ہے جو ان کے مفاد کی بات کریں اور ضروری پالیسیاں بنائیں۔

اس مسئلہ پر بی جے پی کی کشمکش کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ اس کو نہ تو قبول کر پا رہی ہے اور نہ ہی اس کی مخالفت۔ اسی لئے نریندر مودی نے اسے نیا رخ دینے کی کوشش کی ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ ذات پات کی بنیاد پر حصہ داری دینے کا مطلب اقلیتوں کو الگ تھلگ کرنا اور انہیں اُن کے حقوق سے محروم کر دینا ہوگا۔ وہ آگے کہتے ہیں کہ تو کیا ملک کی سب سے بڑی آبادی والے ہندو آگے بڑھ کر اپنے سارے حقوق لے لیں۔ ویسے نریندر مودی بظاہر جو کہیں، مگر ان کے اقتدار میں آنے کے بعد اقلیتوں کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے، دنیا اسے دیکھ رہی ہے۔ دوسری سیاسی جماعتوں یا دیگر شعبوں کو چھوڑ دیں، خود ان کی پارٹی میں ہی اقلیتوں کو ان کے حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ نریندر مودی اگر اقلیتوں کے حقوق اور ان کی حصہ داری کی بات کرتے ہیں تو پھر بی جے پی نے ایک ایک کر کے سبھی مسلم چہروں کو کنارے کیوں لگا دیا؟ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ موجودہ بی جے پی پارلیمنٹ اور اسمبلی انتخابات میں کتنے مسلم امیدواروں کو ٹکٹ دیتی ہے؟ کتنے مسلم چہروں کو وزیر بناتی ہے؟ کتنے مسلم بی جے پی کے رکن پارلیمنٹ اور رکن اسمبلی ہیں؟ دراصل بہار حکومت کے ماسٹر اسٹروک سے بی جے پی شدید دباؤ میں آگئی ہے اور اس کے لیڈران کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ وہ اب کیا کریں۔ وہ کیسے انڈیا اتحاد کے اس سیاسی ایجنڈے کا مقابلہ کریں۔ بہار میں ہونے والے سروے سے بہار کی سیاست کا ایجنڈہ تقریباً طے ہو چکا ہے۔ ملک کی سیاست پر یہ کس حد تک اثر انداز ہوگا، یہ کہنا ابھی قبل از وقت ہوگا۔ بہار میں آر جے ڈی، جے ڈی یو، کانگریس اور بایاں محاذ کی پارٹیوں کا مہا گٹھ بندھن ہے، فی الحال انہی کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔ سروے کے نتیجے سامنے آنے کے بعد اب سیاسی جماعتیں آبادی کے تناسب سے ٹکٹ دینے پر مجبور ہوں گی۔ یعنی پسماندہ اور انتہائی پسماندہ طبقات کی نمائندگی میں اضافہ ہوگا۔ بہار میں مسلمان اور یادو 32 فیصد اور معاشی طور پر پسماندہ 'ای بی سی' 36 فیصد ہیں۔ ان طبقات کو اپنے حق کیلئے زیادہ جدوجہد نہیں کرنی پڑے گی۔ ذات پر مبنی گنتی کے اعداد و شمار اگر چہ اپوزیشن اتحاد کے لئے سودمند ثابت ہوں گے، مگر موجودہ بی جے پی اور اس کی قیادت بخوبی جانتی ہے کہ ملک کی سیاست پر کس طرح حاوی ہوا جا سکتا ہے۔ لہٰذا انڈیا اتحاد کو یہ یقینی بنانا ہوا کہ ان کا یہ ایجنڈہ عام انتخابات تک کیسے باقی رہے اور اسے کس طرح کامیابی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

> ''اپوزیشن جماعتوں نے پہلے انڈیا اتحاد بنا کر اور اب بہار میں ذات پر مبنی گنتی کے اعداد و شمار عام کر کے ہندوتوا کی سیاسی لکیر کے آگے ایک بڑی لکیر کھینچ دی ہے۔ خود کو نا قابل شکست سمجھنے والی بی جے پی کو آنے والے دنوں میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ 70 کی دہائی میں ایمرجنسی کے خلاف جے پی کی تحریک اور پھر ریزرویشن کی سیاست کی قیادت کرنے والے بہار نے ایک بار پھر ملک کی سیاست میں بڑی تبدیلی کا اشارہ دے دیا ہے''

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔ **رابطہ اور واٹس آپ نمبر 9576507798**
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ (محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب)

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421
Scanned with CamScanner